عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۵ | ۲۸ ذوالقعدہ تا ۵ ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ مطابق یکم تا ۷ ستمبر ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۳۳

اسوۂ رسول ﷺ اور مسلم امہ کی آزمائش

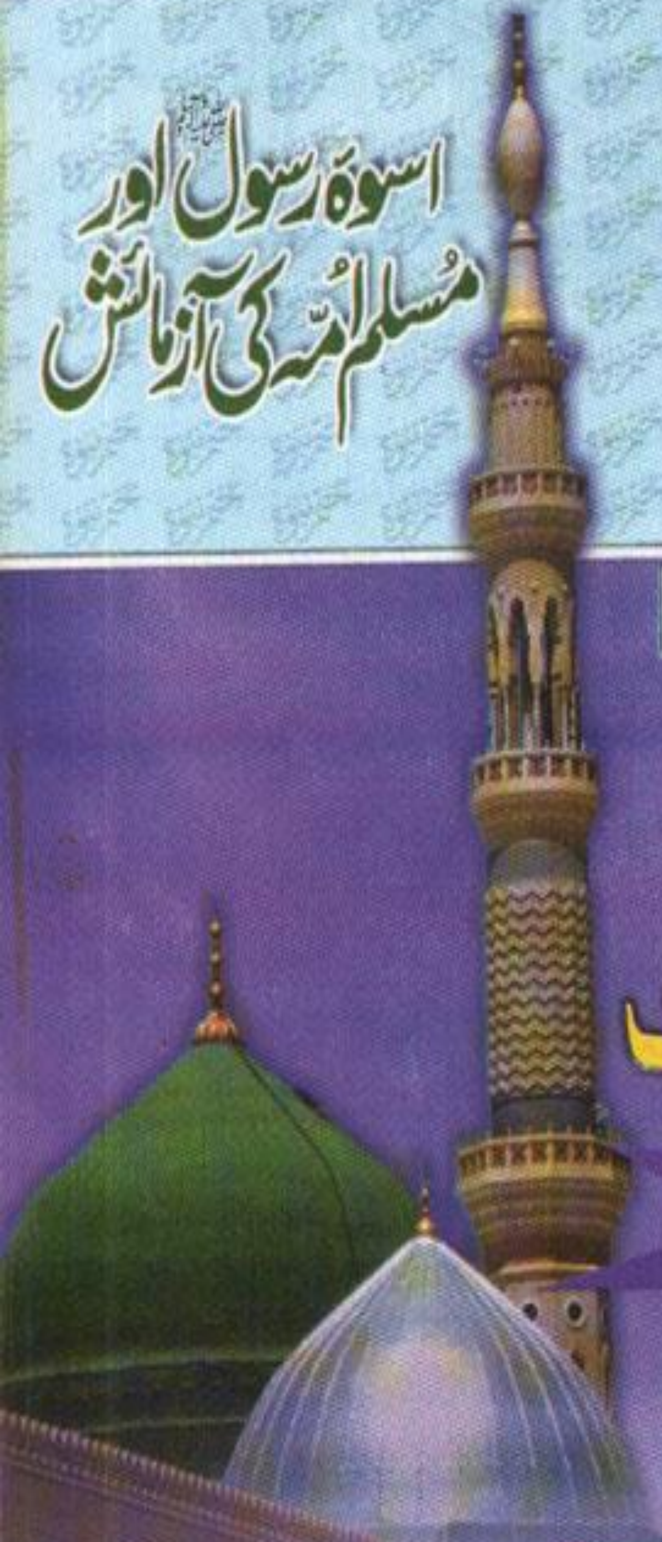

تحریک ختم نبوت تاریخ کے آئینہ میں

ترکی میں اسلامی بیداری کی تحریک

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

قادیانیوں کی دعوت اور اسلامی غیرت

س:......ایک ادارہ جس میں تقریباً پچیس افراد ملازم ہیں اور ان میں ایک قادیانی بھی شامل ہے اور اس قادیانی نے اپنے قادیانی ہونے کا برملا اظہار بھی کیا ہوا ہے اب وہی قادیانی ملازم اپنے ہاں بچے کی پیدائش کی خوشی میں تمام اسٹاف کو دعوت دینا چاہتا ہے اور اسٹاف کے کئی ممبران اس کی دعوت میں شریک ہونے کو تیار ہیں جبکہ چند ایک ملازمین اس کی دعوت قبول کرنے کو تیار نہیں کیونکہ ان کے خیال میں چونکہ جملہ قسم کے مرزائی مرتد' دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہیں اور اسلام کے غدار ہیں' اس لئے ایسے مذہب سے تعلق رکھنے والوں کی دعوت قبول کرنا درست نہیں۔ آپ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کردیں کہ کسی بھی قادیانی کی دعوت قبول کرنا ایک مسلمان کے لئے کیا حیثیت رکھتا ہے؟ تاکہ آئندہ کے لئے اسی کے مطابق لائحہ عمل تیار ہوسکے۔

ج:...... مرزائی کافر ہونے کے باوجود خود کو مسلمان اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر اور حرامزادے کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے کہ: ''میرے دشمن جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں ان سے بدتر کتیاں ہیں۔'' جو شخص آپ کو کتا' خنزیر' حرامزادہ اور کافر یہودی کہتا ہو اس کی تقریب میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ یہ فتویٰ آپ مجھ سے نہیں بلکہ خود اپنی اسلامی غیرت سے پوچھئے۔

قادیانی نواز وکلاء کا حشر

س:......کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ ایک علاقہ میں قادیانیوں نے کلمہ طیبہ کے پوسٹر اپنی دکانوں پر لگا کر کلمہ طیبہ کی توہین کی' اس حرکت پر وہاں کے علماء کرام اور غیرت مند مسلمانوں نے عدالت میں ان پر مقدمہ دائر کردیا اور فاضل جج نے ان قادیانیوں کی ضمانت کو مسترد کرتے ہوئے انہیں جیل بھیج دیا۔ اب عرض یہ ہے کہ وہاں کے مسلمان وکلاء صاحبان ان قادیانیوں کی پیروی کررہے ہیں اور چند پیسوں کی خاطر ان کے ناجائز عقائد کو جائز کرنے کے لئے جدوجہد کررہے ہیں۔ ان وکلاء صاحبان میں ایک سید ہے۔ برائے کرم قرآن اور احادیث نبوی کی روشنی میں تفصیل سے تحریر فرمائیں کہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے ان وکلاء صاحبان کا کیا حکم ہے؟

ج:......قیامت کے دن ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیمپ ہوگا اور دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کا۔ یہ وکلاء جنہوں نے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قادیانیوں کی وکالت کی ہے' قیامت کے دن مرزا غلام احمد قادیانی کے کیمپ میں ہوں گے اور قادیانی ان کو اپنے ساتھ دوزخ میں لے کر جائیں گے۔ واضح رہے کہ کسی عام مقدمے میں کسی قادیانی کی وکالت کرنا اور بات ہے لیکن شعائر اسلامی کے مسئلہ پر قادیانیوں کی وکالت کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مقدمہ لڑنے کے ہیں۔ ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے اور دوسری طرف قادیانی جماعت ہے۔ جو شخص دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں قادیانیوں کی حمایت اور وکالت کرتا ہے وہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل نہیں ہوگا' خواہ وہ وکیل ہو یا کوئی سیاسی لیڈر یا حاکم وقت۔

پتھروں کا انسانی زندگی پر اثر

س:......ہم جو انگوٹھی وغیرہ پہنتے ہیں اور اس میں اپنے نام کے ستارے کے حساب سے پتھر لگواتے ہیں' مثال کے طور پر عقیق' فیروزہ' وغیرہ وغیرہ' کیا یہ اسلام کی رو سے جائز ہے؟ اور کیا کسی پتھر کا پہننا سنت ہے؟

ج:...... پتھر انسان کی زندگی پر اثر انداز نہیں ہوتے' انسان کے اعمال اثر انداز ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ ۲۸؍ذوالقعدہ تا ۵؍ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ مطابق یکم تا ۷؍ستمبر ۲۰۱۶ء شمارہ:۳۳

اس شمارے میں!

ترکی میں اسلامی بیداری کی لہر...	۵	محمد اعجاز مصطفی
حج بیت اللہ....(نظم)	۱۰	مولانا ولی اللہ ولی مدظلہ
تحریک ختم نبوت.... تاریخ کے آئینہ میں	۱۱	مولانا قاضی احسان احمد
اسوۂ رسولؐ اور امت مسلمہ کی آزمائش	۱۸	حافظ محمد ادریس
پاکستان سے وفاداری... دینی فریضہ	۲۱	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار (۲)	۲۳	ادارہ
گزارش احوال واقعی	۲۵	جناب محمد فاروق قریشی

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،

متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

احادیث قدسیہ

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

شرک اور الحاد

۴۴:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”چار باتیں ایسی ہیں جن میں ایک بات تو میرے اور تیرے درمیان مشترک ہے اور ایک بات ایسی ہے جو تیرے اور میرے بندوں کے درمیان مشترک ہے اور ایک بات صرف میرے لئے ہے اور ایک بات صرف تیرے لئے ہے جو میری بات ہے وہ تو یہ ہے کہ تو میری ہی عبادت کیا کر اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا کر اور جو تیری بات ہے وہ یہ ہے کہ تو جو بھلا اور نیک کام کرے میں تجھ کو اس کا بدلہ اور ثواب دوں اور جو میرے تیرے درمیان مشترک ہے وہ یہ ہے کہ تیرا کام دعا کرنا اور میرا کام قبول کرنا ہے اور جو بات تیرے اور میرے بندوں کے درمیان مشترک ہے وہ یہ ہے کہ جو چیز تو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی چیز ان کے لئے بھی پسند کیا کر۔ (ابو نعیم)

یعنی جو چیز تجھ کو اور تیرے نفس کو پسند ہو وہی دوسرے انسانوں کے لئے بھی پسند کیا کر یہ نہ ہو کہ اپنے لئے تو اچھی چیز اختیار کرے اور دوسروں کو بُری چیز دے۔

۴۵:...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے اس بندہ کو مبارک ہو اور وہ بندہ خوش حال ہو جو اسلام میں بوڑھا ہوا اور اس نے شرک نہیں کیا۔ (دیلمی)

۴۶:...... حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے چند ایسے کلمے وحی کئے جو میرے کانوں میں داخل ہو گئے اور میرے دل میں بیٹھ گئے، مجھے حکم دیا گیا کہ جو شخص شرک پر مرا ہو اس کیلئے بخشش کی دعا نہ کروں، یعنی مشرک کیلئے مغفرت طلب نہ کروں اور جس شخص نے اپنی ضرورت وحاجت سے زائد مال کو صدقہ کر دیا تو یہ کام اس کیلئے بہتر ہے اور جس نے زائد از ضرورت کو روک کر رکھا تھا تو یہ کام اس کے لئے بُرا اور بقدر ضرورت وحاجت روک رکھنے پر اللہ کی جانب سے کوئی ملامت نہیں ہے۔ (ابن جریر)

۴۷:...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے ابن آدم میں نے تجھ کو حکم دیا تو نے منہ موڑا، میں نے تجھ کو بُرے کاموں سے منع کیا تو نے سرکشی کی، میں نے تیری پردہ پوشی کی تو جری ہو گیا میں نے تجھ کو چھوڑ دیا تو بے پرواہ ہو گیا: اے وہ شخص جب بیمار ہو جائے تو شکایت کرے اور روئے اور جب صحت دی جائے تو سرکشی اور نافرمانی کرے، اے وہ شخص جب کوئی انسان بلائے تو خدمت کے لئے دوڑے اور جب اللہ تعالیٰ بلائے تو اعتراض کرے اور بھاگے۔ اگر تو مجھ سے مانگے تو میں تجھ کو دوں گا اور اگر مجھ کو پکارے تو میں قبول کروں گا، اگر تو بیمار ہو گا تو میں شفا دوں گا، اگر تو تندرست ہو گا تو تجھ کو رزق دوں گا، اگر تو متوجہ ہو گا تو میں تیری جانب متوجہ ہوں گا اور اگر تو توبہ کرے تو تیری مغفرت کر دوں گا، میں رب اور رحیم ہوں۔ (دیلمی)

نماز

عملی شریعت کا پہلا اور بنیادی رکن

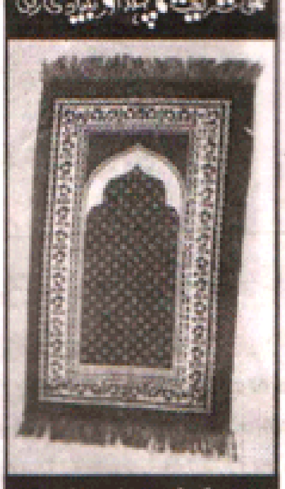

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

مسائل وضو

س:...... وضو کسے کہتے ہیں؟

ج:...... شریعت کی بتلائی ہوئی بعض عبادات کے قبول ہونے کے لئے ان عبادات سے پہلے شریعت کے بتلائے ہوئے جسم کے خاص خاص اعضاء کو دھونے کا نام وضو ہے۔

س:...... وضو میں کتنی چیزیں ضروری ہیں؟

ج:...... وضو میں چار چیزیں ضروری ہیں، جنہیں فقہی اصطلاح میں فرائض کہا جاتا ہے، وہ چار فرائض درج ذیل ہیں:

۱:... پورے چہرے کا دھونا (چہرہ لمبائی میں پیشانی کے بالوں سے شروع ہوتا ہے اور ٹھوڑی کے نیچے تک جاتا ہے اور چوڑائی میں ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک، ان کے درمیان کے پورے حصے کو چہرہ کہا جاتا ہے)۔

۲:... دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا۔

۳:... کم از کم سر کے چوتھے حصے کا مسح کرنا۔

۴:... ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کا دھونا۔

س:...... وضو میں ضروری یا فرض ہونے کا کیا مطلب ہے؟

ج:...... ضروری اور فرض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان جگہوں کو اس طرح دھونا کہ ان جگہوں میں سے کسی جگہ بال برابر بھی خشکی باقی نہ رہے۔

س:...... اگر ان حصوں میں سے کسی حصے میں بال برابر جگہ خشک رہ جائے تو اس کا حکم کیا ہے اور اس کی تلافی کا طریقہ کیا ہے؟

ج:...... اگر بال برابر جگہ خشک رہ جائے تو ایسے شخص کا وضو نامکمل کہلائے گا اور تکمیل نہ کرنے کی صورت میں اس وضو سے کی جانے والی عبادات قبول نہیں ہوں گی اور اس کی تلافی کا طریقہ یہ ہے کہ وضو کے فوراً بعد یاد آنے پر صرف اتنے حصے کو دھولیا جائے، دوبارہ پورا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

س:...... دھونے سے کیا مراد ہے؟

ج:...... جسم کے اتنے حصوں پر اس طرح پانی ڈالنا کہ اس سے قطرات بھی ٹپکیں اصطلاح میں اسے دھونا کہا جاتا ہے۔ اعضا کو صرف گیلا کرنے سے دھونے کا مقصد پورا نہیں ہوتا اور اچھے طریقے سے ہاتھ پھیرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ بال برابر بھی جگہ خشک نہ رہ جائے۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

ترکی میں اسلامی بیداری کی لہر!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

۱۱رشوال المکرم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۶رجولائی ۲۰۱۶ء جمعہ وہفتہ کی درمیانی شب برادر اسلامی ملک ترکی کی فوج کے ایک حصے نے منتخب حکومت کو برطرف کر کے اقتدار پر قبضہ کا دعویٰ کرتے ہوئے ملک بھر میں مارشل لاء اور کرفیو نافذ کرنے کا اعلان کردیا۔ دوسری طرف ترک صدر جناب رجب طیب اردوان کی اپیل پر ترک عوام بڑی تعداد میں سڑکوں پر نکل آئے، عوام نے ہاتھوں کی زنجیر بنا کر اور ٹینکوں کے سامنے لیٹ کر ان کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور ترک عوام نے اپنے اتحاد اور جذبۂ ایمانی کی بدولت اس فوجی بغاوت کو چند گھنٹوں کے اندر اندر کچل کر رکھ دیا۔

اب ہمارے ملک پاکستان میں سیاست دانوں، دانشوروں، کالم نویسوں اور تجزیہ نگاروں نے اپنے اپنے انداز میں اس کے تجزیے شروع کردیے۔ کسی نے کہا: جمہوریت کے خلاف شب خون مارنے والوں کے خلاف ترک عوام کی کامیابی بہت اہم ہے۔ جمہوریت پر شب خون مارنے والوں اور تاریک قوتوں کے سامنے بہادر ترک عوام کا ڈٹ جانا قابل تحسین ہے۔ کسی نے کہا: پاکستان میں فوج آئی تو مٹھائی بانٹی جائے گی۔ کچھ لوگوں نے ہمارے ملک میں یہ پوسٹر بھی لگوادیے کہ جناب راحیل صاحب! اب آ بھی جاؤ۔ کسی نے بیان دیا کہ: ترکی کے حالات کا موازنہ پاکستان سے نہ کیا جائے۔ کسی نے کہا کہ: ترکی میں ناکام بغاوت کے حوالے سے پاک فوج کے کردار کو زیر بحث نہ لایا جائے۔ کسی نے کہا کہ: یہ ترک عوام کی جمہوریت کے ساتھ انمٹ محبت اور وفاداری کا ثبوت ہے۔ کسی نے کہا کہ: یہ رجب طیب اردوان کی ملک کو ترقی دینے اور معاشی طور پر ملک کو مستحکم کرنے کی وجہ سے ہوا کہ عوام ان سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اس سے ملتے جلتے کئی پیغامات، بیانات اور کالم لکھے گئے۔

بہرحال ہر ایک نے اپنے اپنے فکر وخیال اور اپنے زاویہ سوچ کے مطابق پیغام یا بیان اور تجزیہ پیش کیا۔ ہمارے خیال میں ترک عوام نے نہ تو صرف جمہوریت سے محبت کی وجہ سے اس بغاوت کو کچلا ہے اور نہ ہی صرف ملکی ترقی کے پیش نظر اپنی فوج کے سامنے یہ سد سکندری بنی ہے، بلکہ اس کی وجوہات کچھ اور ہیں جن کو ہمارے سیاست دان، کالم نگار، ہمارا میڈیا اور اس سے وابستہ اینکرز اور تجزیہ کار شعوری یا لاشعوری طور پر عوام سے چھپا رہے ہیں۔ ترکی کی حالیہ بغاوت کے پس منظر اور صحیح حقائق کو سمجھنے کے لئے ہمیں تھوڑا سا ماضی میں تاریخ کے اوراق میں جھانکنا ہوگا، جس سے واضح ہوگا کہ ترکی عوام میں اپنی فوج کے خلاف اتنا غم وغصہ اور جناب رجب طیب اردوان کی حکومت بچانے کے لئے اتنا عظیم قربانی کا سبب اور وجوہات کیا ہیں۔

تاریخ کا مطالعہ رکھنے والے اہل علم ودانش یہ بات بخوبی جانتے ہوں گے کہ خلافت عثمانیہ (خلافت راشدہ، خلافت بنوامیہ اور خلافت بنوعباس کے بعد) چوتھی بڑی خلافت تھی جو ۶۴۲ سال (۱۲۸۲ تا ۱۹۲۴ء) تک قائم رہی، جس کے ۳۷ حکمران مسند آرائے خلافت ہوئے۔ خلافت عثمانیہ کو ختم کرنے کے لئے اسلام دشمنوں اور خصوصاً فری میسن نے تین اہداف مقرر کئے:

۱:......خلافت کو منتشر کرنا اور ایسا مستقل جمہوری نظام قائم کرنا جو کبھی واپس اسلام یا شریعت کی طرف نہ جائے۔

۲:......دیندار لوگوں کی زیادہ سے زیادہ تضحیک کرنا، انہیں شہید کرنا اور ان کی جگہ مغربی تعلیم یافتہ افراد کو حکومتی عہدوں اور مناصب پر مقرر کرنا۔

۳:......ملک پر زیادہ سے زیادہ غیر ملکی قرضوں کا بوجھ لادنا اور اس کے ذریعہ اپنی من مانی شرائط طے کرانا۔

ان مقاصد کے حصول کے لئے انہوں نے سلطان وحید الدین محمد سادس ۳۶ ویں سلطان کو اس وقت کے شیخ الاسلام نوری آفندی اور وزیر اعظم احمد توفیق پاشا کے ہمراہ جلاوطن کیا، جو جلاوطنی کی حالت میں ۱۶/مئی ۱۹۲۶ء کو اٹلی میں وفات پاگئے۔ ان کی جلاوطنی کے بعد ۱۹/نومبر ۱۹۲۲ء کو نمائشی طور پر سلطان عبدالمجید آفندی کو خلیفہ بنایا گیا، بظاہر یہ خلافت عثمانیہ کے خلیفہ بنائے گئے، لیکن ان کے پاس اختیارات کچھ نہ تھے اور یہ وہی زمانہ تھا کہ یہود و نصاریٰ اپنے ایجنٹوں سے مل کر خلافت عثمانیہ کو ختم کرنے کے درپے تھے اور دوسری طرف متحدہ ہندوستان میں علمائے دیوبند اس خلافت عثمانیہ کو بچانے کی خاطر اپنے ہاں جلسے اور جلوس کے ذریعہ غم وغصہ کا اظہار اور اپنا احتجاج ریکارڈ کرا رہے تھے کہ کسی طرح خلافت بچ جائے اور اس کا وقار، عزت وعظمت بحال ہو، حتیٰ کہ متحدہ ہندوستان میں تحریک خلافت چلانے کی پاداش میں ہمارے اکابر پر غداری کے مقدمات بنے۔ یہ زمانہ ۱۹۱۸ء تا ۱۹۲۳ء کا ہے۔ ہمارے اکابر کی انہیں خدمات کی وجہ سے آج بھی ترکی بھائیوں کے دلوں میں پاکستانیوں کا حد درجہ احترام اور ان کی محبت جاگزیں ہے۔

قصہ مختصر خلافت عثمانیہ کے آخری خلیفہ سلطان عبدالمجید کو بھی اپنے گھر والوں سمیت ترکی سے جلاوطن کر کے بذریعہ ٹرین سوئٹزر لینڈ پہنچا دیا گیا اور ۳/مارچ ۱۹۲۴ء کو انگریز کے پروردہ اور ان کے زرخرید غلام مصطفی کمال پاشا نے ترکی کا انتظام وانصرام سنبھال لیا اور اپنے آقاؤں کی سپرد کی گئی خدمات کو بجالاتے ہوئے اسلامی خلافت کے خاتمہ کا اعلان کیا، ملک کو سیکولر اسٹیٹ قرار دیا، نظام حکومت جمہوری قرار دیا اور اسلام کے ایک ایک شعار کو مٹایا۔ قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے پر پابندی، عربی میں اذان پر پابندی، نماز کی ادائیگی پر پابندی، حتیٰ کہ اگر کسی کے پاس عربی تحریر کا ایک لفظ بھی ملتا تو اس پر بھی اُسے سزا ملتی۔ ترکی قوم پر یہ ظلم وجبر تقریباً ستر سال تک مسلط رہا، یہاں تک کہ ۱۹۹۵ء میں نجم الدین اربکان کے دور حکومت میں عوام کو کچھ سکون واطمینان ملنا شروع ہوا تو ۱۹۹۶ء میں اس کی حکومت کو فوج کے ذریعہ چلتا کیا گیا اور اس کی پارٹی پر پابندی لگادی گئی۔

اسی کی جماعت کے ایک فرد ترکی کے موجودہ صدر جناب رجب طیب اردوان ہیں، جنہوں نے بڑی ذہانت، فطانت، صبر وتحمل، بردباری، حوصلہ مندی، جرأت وبہادری، بڑی حکمت ودانائی اور خاموشی سے اپنی عوام کی اسلامی اصولوں پر ذہن سازی اور جماعت سازی کر کے خدمت خلق اور قومی ترقی کے ذریعہ اپنے ملک کو اس کا کھویا ہوا مقام دوبارہ دلا دیا۔

مصطفی کمال پاشا جن کو کمال اتاترک کہا جاتا ہے، اس نے ترکی کے مکمل نظام کو سیکولر بنایا، اس نظام کی حفاظت اور نگرانی کی ذمہ داری فوج کو دی گئی، عدالت کو اس کا معاون بنایا گیا، اس لئے اسلام کے نام پر کوئی بھی جماعت بنائی جاتی تو فوراً اس پر پابندی لگ جاتی، جیسا کہ ''سعادت'' و''فضیلت'' جیسے نام کی پارٹیوں پر پابندیاں لگائی گئیں۔

اس لئے جناب رجب طیب اردوان نے اپنی جماعت کا نام جسٹس اینڈ ڈیولپمنٹ پارٹی (ترقی وانصاف پارٹی) رکھا، تاکہ نام سے خائف ہو کر سیکولر لابیاں کہیں اس جماعت پر بھی پابندی نہ لگادیں۔

انہوں نے اپنی پارٹی کی بنیادی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

''ہم جمہوری نظام کو تحفظ دیں گے، فوج کے معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے، ترکی کی بقاء، خوش حالی اور تہذیبی ترقی کے بارہ میں اتاترک کے اصولوں سے انحراف نہیں کریں گے، چونکہ ملک کے شہریوں کی واضح اکثریت ۹۹ فیصد مسلمانوں کی ہے، اس لئے جمہوری اصولوں کے مطابق اپنی پالیسیوں میں اکثریت کی مذہبی آزادی کا خیال رکھیں گے۔'' (ترک ناداں سے ترک دانا تک، ص:۱۸۸)

اور اپنی تقریروں میں ترکی کے شاعر ضیاء غوک الپ کے اشعار پڑھتے، جن کا مفہوم یہ ہے:

مساجد ہماری بیرکیں ہیں اور گنبد ہمارے ہیلمٹ ہیں
مینار ہمارے حراب (نیزے) ہیں اور نمازی ہمارے لشکر ہیں
اور یہ وہ مقدس فوج ہے جو اپنے دین کی حفاظت کرتی ہے

چونکہ اشاروں اور کنایوں سے انہوں نے ان اشعار کے ذریعہ قوم کو اپنی پالیسیوں اور مستقبل کے عزائم کی اطلاع دے دی تو قوم ان کے ساتھ کھڑی ہوگئی۔ سیکولر لابی اور فوج نے ایک بار انہیں ان اشعار کے پڑھنے کی پاداش میں سزا سنا کر جیل بھیج دیا۔ ان کے حالات میں لکھا ہے کہ جب ان کو سزا سنائی گئی تو وہ جمعہ کا دن تھا، انہوں نے جامع مسجد سلطان فاتح میں نماز جمعہ ادا کی اور جیل میں داخل ہونے سے پہلے اپنے لوگوں سے یوں خطاب کیا:

''اے میرے پیارو! میں تمہیں الوداع کہتا ہوں، صرف استنبول کے لئے نہیں اپنے ملک ترکی بلکہ عالم اسلام کو روشن صبح کا پیغام دیتا ہوں اور اس پر مبارک باد پیش کرتا ہوں، تم سے درخواست کرتا ہوں کہ تم آزمائش کی اس گھڑی میں مخلوق سے احتجاج کرنے اور اس سے مدد مانگنے کی بجائے اپنے رب کے حضور گریہ وزاری کرو، اپنے جذبات کا بے ہنگم استعمال کرنے کی بجائے ان کا آئندہ انتخاب میں بھرپور فیصلہ کن اظہار کرو۔''

(ایضاً، ص:۱۸۹)

اس کا نتیجہ تھا کہ آئندہ انتخابات میں پوری قوم نے ان کی جماعت کا بھرپور ساتھ دیا اور واضح اکثریت میں ان کی جماعت اقتدار میں آگئی۔

اتنی تفصیلات ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ترکی قوم نے جو ان کا ساتھ دیا ہے وہ اس لئے دیا ہے کہ انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ امور مملکت میں اسلامی تعلیمات و ہدایات پر عمل زوال کا باعث نہیں بلکہ عروج و وقار کا ذریعہ ہے اور یہ کہ ہماری قومی و ملکی عزت اور ہمارے بین الاقوامی اعزاز و اکرام کا انحصار اسلامی تشخص کے اظہار اور اپنے دین سے کامل وابستگی اور اس پر عمل کی پختگی پر ہے، یہی وجہ ہے کہ آج ترکی میں حکومت اور عوام دونوں جناب رجب طیب اردوان کی بیدار مغز قیادت میں مشترکہ جدوجہد کی صورت میں خلافت اسلامیہ کے احیاء کے خواب کی عملی تعبیر کی طرف تیزی سے گامزن ہیں۔

اسرائیل جو ایک عرصہ سے فلسطینیوں کا قتل عام اور ان کا خون بہا رہا ہے، دنیا کے کسی ملک کا سربراہ اس کو فلسطینیوں کا قاتل کہنے کی اپنے اندر جرأت و ہمت نہیں رکھتا، لیکن جناب رجب طیب اردوان وہ واحد اسلامی ملک کا سربراہ ہے جس نے ان کے منہ پر ان کو فلسطینی بچوں کا قاتل کہا۔ اسرائیل نے جب ترکی کے ایک جہاز کو جو فلسطین کے لئے دوائیاں لے کر جا رہا تھا، سمندر میں غرق کردیا تو جناب رجب طیب اردوان نے نہ صرف یہ کہ اس پر احتجاج کیا، بلکہ بین الاقوامی عدالت میں ان پر مقدمہ قائم کرکے اس کا ہرجانہ بھی ان سے وصول کیا۔ آج فلسطین کے لئے جو امداد جاری ہے وہ صرف ترکی عوام اور جناب طیب اردوان کی کوششوں کی وجہ سے جاری ہے۔

اس کے علاوہ پوری دنیا میں آج امریکہ کے غلط کو غلط کہنے والا کوئی ملک اپنے اندر حوصلہ نہیں رکھتا، یہ صرف جناب طیب اردوان ہی ہیں جو امریکہ کے غلط کو غلط کہہ رہا ہے اور برملا کہہ رہا ہے کہ اس بغاوت کے پیچھے امریکہ کا ہاتھ ہے۔ فتح اللہ گولن اور اس کا نیٹ ورک اس کا خفیہ کردار ہے، اس لئے جناب طیب اردوان نے امریکہ سے فتح اللہ گولن کی حوالگی کا مطالبہ کیا ہے اور اس پر امریکہ ان سے ثبوت مانگ رہا ہے۔

دنیا کا عجوبہ اور نیرنگی بھی دیکھیے کہ کل تک امریکہ نائن الیون کے خود ساختہ واقعہ میں اسامہ بن لادن کو ملوث قرار دے کر امیر المؤمنین ملا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی حوالگی کا مطالبہ کر رہا تھا، تو امیر المؤمنین ملا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ نے یہی بات فرمائی تھی کہ اگر اسامہ بن لادن اس واقعہ میں ملوث ہے تو اس کے ثبوت پیش کئے جائیں، ورنہ اسامہ بن لادن ہمارا مہمان ہے اور ہماری روایات کے خلاف ہے کہ بغیر ثبوت اور دلائل کے ہم اپنے ایک مہمان کو اس کے دشمن کے حوالہ کردیں۔ تو اس پر امیر المؤمنین ملا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ کی بات نہ سنی گئی، بلکہ ان کی اس ''ناروا جرأت'' اور ''گستاخی'' کی سزا افغانستان کی امارت اسلامی کو ختم کرکے دی گئی اور آج ترکی کی اس حالیہ بغاوت کے کرداروں کی حوالگی کا مطالبہ جناب طیب اردوان کر رہے ہیں تو ان سے ثبوت مانگے جا رہے ہیں۔ ترکی کے وزیر اعظم نے کہا ہے کہ

ثبوت تو ہم پیش کر دیں گے، لیکن اپنے لئے آج یہ اصول کیوں بدل دیا گیا؟ امریکہ میں پر تعیش اور وسیع وعریض محل میں رہنے والے فتح اللہ گولن کو آج ہمارے حوالہ کیوں نہیں کیا جارہا؟

....

فتح اللہ گولن کون ہیں؟ ان کی تحریک کیا ہے؟ کس کے لئے یہ کام کرتے ہیں؟ اب یہ کہاں ہیں؟

خواجہ محمد فتح اللہ ۲۷ راپریل ۱۹۴۱ء میں ترکی کے مشرقی صوبے ارض روم کے ایک گاؤں کوروکک میں پیدا ہوئے۔ مذہبی تعلیم مکمل کرنے کے بعد سرکاری طور پر وہ امام وخطیب رہے۔ ۱۹۸۱ء میں وہ اس عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئے، چونکہ وہ مقبول خطیب اور لکھنے لکھانے والے آدمی تھے، ۵۰ سے اوپر ان کے نام سے کتابیں منظر عام پر آئیں، مغربی طاقتوں نے فوراً اسے قبول کیا اور ان کے لئے امداد شروع کردی۔ ۲۸ فروری ۱۹۹۹ء سے وہ علاج کے بہانے امریکہ میں مقیم ہے اور پوری دنیا میں انہوں نے اسکول وکالجز کا ایک نیٹ ورک قائم کیا ہے، جس کے بارہ میں ان کا کہنا ہے کہ: ''ہم دنیا میں امن اور صلح ایسے لوگوں کی پرورش کے ذریعہ حاصل کرسکتے ہیں جو تعلیم یافتہ، اچھی ناقدانہ سوچ رکھنے والے، انسانوں سے محبت کرنے والے اور اپنی صلاحیتوں کو لوگوں کی خدمت میں پیش کرنے والے ہوں۔''

لیکن درحقیقت امریکہ، اسرائیل اور فتح اللہ گولن کے گٹھ جوڑ کے نتیجہ میں ان اسکولوں اور کالجز میں تعلیم اور ذہن سازی کے ذریعہ ایسے لوگوں کو تیار کیا جاتا ہے جو امریکہ اور اسرائیل کے مفادات کے لئے کام کرسکیں۔ ان کو اعلیٰ تعلیم دلائی جاتی ہے، پھر ان کو اعلیٰ عہدوں پر تعینات کیا جاتا ہے اور پھر اپنے مفادات کے لئے ان سے فیصلے کرائے جاتے ہیں۔ اس کی شہادت انقرہ سے روزنامہ جنگ کے مکتوب نگار فرمان حمید کے اس مضمون سے بھی ہوتی ہے:

''امریکہ نے ترکی میں اپنی گرفت مضبوط رکھنے کے لئے فتح اللہ گولن خواجہ کی تحریک کی ہر لحاظ سے حمایت اور امداد کو جاری رکھا اور متحدہ امریکہ کی پشت پناہی کی وجہ سے اس تحریک نے چند سالوں میں دنیا بھر میں اسکول قائم کرتے ہوئے اپنی اہمیت کو منوالیا...... اس وقت عالم مغرب امریکہ اور ان کے حواریوں کو ایک مضبوط نہیں، بلکہ ایک کمزور پارٹی کی ضرورت ہے، تاکہ اردوان کے پاؤں میں زنجیریں ڈال کر ان کے تمام منصوبوں کو روکا جاسکے، جن پر انہوں نے عمل درآمد کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے، مغربی ممالک اس مقصد کے لئے فتح اللہ گولن کو استعمال کر رہے ہیں۔'' (روزنامہ جنگ، کراچی، ۵ رفروری ۲۰۱۴ء)

ترکی میں اس نیٹ ورک کے پروردوں کو فوج، تعلیم، انتظامیہ اور عدلیہ کے محکموں میں خاص طور پر گھسایا جاتا ہے۔ ترکی کی حالیہ بغاوت میں انہیں اداروں کے افراد نے زیادہ حصہ لیا ہے۔

شنید ہے کہ ہمارے ملک پاکستان میں بھی ۳۰ سے زیادہ اسکول وکالجز اس نیٹ ورک کے ساتھ ''پاک ترک اسکول اینڈ کالجز'' کے نام سے کام کر رہے ہیں۔ روزنامہ امت کی خبر ملاحظہ ہو:

''ترکی میں ناکام فوجی بغاوت کے پس پردہ کردار ادا کرنے والے فتح اللہ گولن کے قائم کردہ تعلیمی اداروں کی زنجیر پاک ترک اسکول پاکستان میں بھی مغربی نظریات کی ترویج میں مصروف ہے۔ ترکی سے تعلق کے باعث اسلام اور صوفی ازم کا تاثر دے کر پاکستانیوں سے کروڑوں کے عطیات بھی بٹورے جاتے رہے ہیں، ان تعلیمی اداروں میں طلبہ سے فیسیں بھی بڑے اسکولوں کے برابر وصول کی جاتی ہیں۔ اسلام آباد کا ہارمنی نامی پبلشنگ ہاؤس فتح اللہ گولن کی کتب شائع کرتا ہے۔ پاکستان میں گولن کی فکر کا احاطہ کرنے والی ۳۵ کتب انگریزی میں موجود ہیں، ان اسکولوں کے اساتذہ کو فتح اللہ گولن کی کتب پڑھانے کا خصوصی نظام موجود ہے۔ پاکستانی حکومت ان تعلیمی اداروں کے حوالے سے ترک حکومت کے احساسات کے مطابق کارروائی کرنا چاہتی ہے۔ پاک ترک اسکول سسٹم کے بارے میں یہ عمومی تاثر پھیلایا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ زیر تعلیم افراد میں مذہبی وصوفی ازم پر مبنی رجحانات کی تشکیل کی جاتی ہے۔ اسکول سسٹم سے آگاہ ماہرین کا کہنا ہے کہ پاک ترک اسکولز کا نصاب بھی عام مغربی تعلیمی اداروں جیسا ہے اور تعلیمی کلچر بھی انہی کی طرح ہے، حتیٰ کہ فیسیں بھی مغربی تعلیمی اداروں جیسی ہیں، فرق یہ ہے کہ پاک ترک اسکول سسٹم کی انتظامیہ کو ترکی سے نسبت کی بنیاد پر بہت سے مخیر پاکستانی عطیات دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اسکول سسٹم کروڑوں مالیت کی عمارات کھڑی کرنے میں

کامیاب ہوا۔ ذرائع کے مطابق پاک ترک اسکول بھی عموماً آکسفورڈ کا نصاب پڑھاتے ہیں اور وہ کیمبرج کے امتحانی نظام سے بھی وابستہ ہیں۔ مذہب یا صوفی ازم تو درکنار یہ ترک شناخت یا کلچر کے حوالے سے بھی کچھ نہیں کر رہے، تاہم پاک ترک اسکولوں میں ترکی زبان کی لازمی تعلیم کی وجہ سے ترکی میں بچوں کے لئے روزگار کے امکانات ہیں۔ فتح اللہ گولن کی این جی او کے ناکام ترک بغاوت میں ملوث ہونے کے انکشافات کے بعد ان اسکولوں کے طلبہ کے لئے یہ امکان بھی ختم ہو گیا۔ ''امت'' کے رابطے پر دفتر خارجہ کے ترجمان نفیس زکریا کا کہنا تھا کہ ترکی کی طرف سے پاک ترک اسکول سسٹم کے بارے میں تشویش کے اظہار کے بعد دونوں برادر ملک باہم رابطے میں ہیں۔ پاکستان انقرہ کی حکومت سے مکمل تعاون کرے گا، تاکہ اس کی تشویش دور ہو سکے۔ اس ضمن میں مختلف آپشنز زیر غور ہیں۔ دوسری جانب پاک ترک اسکول سسٹم کے تحت پاکستان میں ۲ درجن سے زائد اسکول کام کر رہے ہیں۔''

(روزنامہ امت، کراچی، ۲۶ رجولائی ۲۰۱۶ء)

بہر حال ترکی ہمارا باوفا دوست اور اسلامی برادر ملک ہے، ترکی کے صدر، وزیر اعظم اور ان کی حکومت مغرب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اور ان کے سامنے ڈٹ کر ان کی غلط کو غلط کہہ کر صرف ترکی کے لئے نہیں بلکہ عالم اسلام کی سربلندی اور تمام برادر اسلامی ممالک کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہی ہے۔ ترکی میں اسلامی بیداری کی لہر جو اٹھی ہے، اس پر ان کا تعاون کرنا، اخلاقی طور پر ان کی مدد کرنا اور ان کے جائز اور صحیح مطالبات کو پورا کرنا ہمارا اخلاقی و اسلامی فریضہ بنتا ہے، جو تحریک آج ترکی کے مسلم حکمرانوں کے لئے مشکلات کھڑی کر رہی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کل کلاں کو ہمارے لئے بھی مشکلات پیدا کرے، اس لئے پہلے سے ہی اس سوراخ کو بند کرنا اور اپنی حفاظت کو یقینی بنانا بہت ہی اہم اور ضروری ہے۔

اس کے علاوہ تمام اسلامی ممالک کے سربراہان کو چاہیے کہ وہ انتہائی تیقظ و بیداری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے اندر اتحاد و اتفاق پیدا کریں۔ دشمن کی مکاریوں اور پرفریب چالوں کا باریک بینی سے جائزہ لے کر ہر میدان میں ان کا توڑ کریں۔ ان شاء اللہ! اس سے جہاں عوام مجتمع ہوگی وہاں ہمارے اسلامی ممالک میں بھی استحکام آئے گا۔ اسی لئے اب ہمارے ملک پاکستان میں بھی ہمارے حکمران خلوص نیت سے اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جدوجہد و کوشش کریں اور اپنی عوام سے کئے گئے وعدوں کا ایفاء کریں۔ ان شاء اللہ! اس سے جہاں عوام میں یکسوئی پیدا ہوگی، وہاں ملک بھی مستحکم ہوگا۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

دل سوئے مدینہ ہے نظر سوئے حرم ہے
جب دونوں سے نسبت ہے تو کس بات کا غم ہے
مانا کہ حرم سارے کا سارا ہی حرم ہے
کیا میرے مدینے کی زمیں عرش سے کم ہے
اے جامع رحمت یہ کرم کیا کوئی کم ہے
مجھ جیسے گناہگار کو بھی آپ ﷺ کا غم ہے
ہوں بے خود و سرشار مئے عشق نبی سے
ساغر کبھی ہاتھوں سے چھوا ہو تو قسم ہے

شمیم جے پوری

حجِ بیت اللہ الحرام

مولانا ولی اللہ ولی مدظلہ

کیسا بندوں کا مولا یہ اکرام — اپنے گھر جو بلانے کا پیغام ہے
کر رہا ہے منادی خلیل علیہ السلام آپ کا — اللہ اللہ! کیسا یہ انعام ہے
گھر سے نکلا ہوں دیوانہ بن کر ترا — اس بلاوے پہ لبیک ہر گام ہے
چھوڑ کر چل دیا سارے گھر بار کو — زادِ رہ، میرا یا رب ترا نام ہے
ہو میں آیا بصدق شوق میقات سے — تن پہ میرے فقط آج احرام ہے
تیرا مہمان بن کر میں آیا حرم — کس قدر میرا طالع خوش انجام ہے
گرد سے ہوں اٹا، بال بکھرے ہوئے — تجھ کو مرغوب بے حد یہ ہندام ہے
میرے جذبات میں ہے تلاطم بپا — اک عجب بے خودی کا یہ ہنگام ہے
گھومتا ہوں میں کعبہ کے چاروں طرف — چومنا حجرِ اسود مرا کام ہے
دوڑتا ہوں صفا اور مروہ پہ میں — تیرے پیاروں میں شاید مرا نام ہے
یاد آتی ہیں مجھ کو یہاں ہاجرہ — ہر قدم ہی یہاں یادِ ایام ہے
تشنگی جو بڑھی آ کے زمزم پیا — کس قدر روح افزا ترا جام ہے
ملتزم سے چمٹ کر سکوں پا گیا — دل ہے حاضر مرا، اور تو علام ہے
خیمہ بستی ''منیٰ'' جا بسا میں کبھی — گاہِ عرفات میں ہو رہی شام ہے
تیری عظمت کی رونق یہاں چار سُو — جس کو دیکھو وہ لرزہ براندام ہے
منہ چھپا کر کوئی ہچکیاں لے رہا — گڑگڑاتا کوئی بر سرِعام ہے
لب پہ میرے ہے بس ''ربنا اتنا'' — مجھ کو حسنات سے ہر جگہ کام ہے
سوئے مشعر چلا ہوں پہنچ کر جہاں — جمع بین الصلوٰۃ اور آرام ہے
صبح اٹھ کر وقوف اور دعا میں لگا — لب پہ تکبیر کی پھر صدا عام ہے
لے کے کنکر وہاں سے منیٰ آ رہا — رمی جمرہ سے شیطاں کا ارغام ہے
واں ذبیح و خلیل اور چھری اور گلا — جان قربان کرنے کا پیغام ہے
شکر ہے امتحان آج ویسا نہیں — ہدی حج پہ ہی حاصل وہ انعام ہے
حلق راس آج کر کے نہایا ہوں میں — حکم سے تیرے ہی ترکِ احرام ہے
جب طوافِ زیارت سے فارغ ہوا — سعی حج اور مبیتِ منیٰ کام ہے
رمی جمرات ہر روز میں نے کیا — اب طوافِ وداعی پہ اتمام ہے
تیری جانب سے تقدیم و تاخیر پر — پھر نہ تاثیم کا کوئی الزام ہے
ان مناسک کا آسان ہونا خدا — تیرا فضلِ مسلسل اور انعام ہے
نے رفث نے فسوق جدال آج کل — نفس شیطاں بھی مایوس و ناکام ہے
اب گناہوں سے نکلا ہو ایسا ولی — گویا نوزائیدہ تازہ اسلام ہے

تحریکِ ختم نبوت

تاریخ کے آئینہ میں

ضبط وترتیب: مولانا قاضی احسان احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اَمَّا بَعْدُ

آپ ﷺ کی ختم نبوت میں امت مسلمہ کی وحدت کا راز مضمر ہے۔ اس لئے اس عقیدہ میں چودہ سو سال سے کبھی بھی امت دورائے کا شکار نہیں ہوئی، بلکہ جس وقت کسی شخص نے اس عقیدہ کے خلاف رائے دی، امت مسلمہ کے صاحب اختیار حضرات نے اسے سرطان کی طرح اپنے جسم سے علیحدہ کردیا۔ ختم نبوت کا تحفظ یا باالفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال دین کی روح اور جان ہے۔ دین کی نعت کا اتمام آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر ہوا۔ اس لئے دین کے اس شعبہ کو بھی اللہ رب العزت نے خود آنحضرت ﷺ سے وابستہ فرمایا اور سب سے پہلے خود آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانہ میں پیدا ہونے والے جھوٹے مدعی نبوت کا استیصال کر کے امت مسلمہ کو کام کرنے کا عملی نمونہ پیش فرمادیا۔

تحفظ ختم نبوت آنحضرت ﷺ کی سنت مبارکہ:

چنانچہ مدعی نبوت اسود عنسی کے استیصال کے لئے رحمت عالم ﷺ نے حضرت فیروز دیلمیؓ کو روانہ فرمایا جنہیں اللہ تعالیٰ نے تحفظ ختم نبوت کے مشن میں سرخرو کیا اور مدعی نبوت طلیحہ اسدی کے مقابلہ میں حضرت ضرار بن ازورؓ کو روانہ فرمایا اور اس فتنہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا۔ یہ امت کے لئے خود آنحضرت ﷺ کا عملی سبق ہے۔

صدیقی لشکر یمامہ کے میدان میں:

امت نے آنحضرت ﷺ کے اس مبارک عمل کو اپنے لئے ایسے طور پر مشعل راہ بنایا کہ خیرالقرون کے زمانہ سے اس وقت تک ایک لمحہ کے لئے بھی امت اس سے غافل نہیں ہوئی۔ چنانچہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ یمامہ کے میدان میں مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ سب سے پہلے حضرت عکرمہؓ پھر حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ اور آخر میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے لشکر کی کمان فرمائی۔

اس پہلے معرکہ ختم نبوت میں ۱۲۰۰ صحابہ کرامؓ و تابعینؒ شہید ہوئے، جن میں ۷۰۰ قرآن مجید کے حافظ اور ۷۰ بدری صحابہؓ تھے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو لکھا کہ مسیلمہ کذاب کی پارٹی کے تمام بالغ افراد کو بجرم ارتداد قتل کردیا جائے۔ عورتیں اور کم سن لڑکے قیدی بنائے جائیں (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۳۱۰، اور طبری تاریخ الامم والملوک کی جلد ۲ ص ۲۸۲) اور ایک روایت کے مطابق مرتدین کے احراق کا بھی حضرت صدیق اکبرؓ نے حکم فرمایا، لیکن آپ کا فرمان پہنچنے سے قبل حضرت خالد بن ولیدؓ معاہدہ کرچکے تھے، لہٰذا بغیر جنگ و قتال کے ان کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشیؓ بن حرب نے قتل کیا۔ اسی طرح طلیحہ اسدی کے ماننے والوں کو تلاش کر کے عبرتناک سزائیں دی گئیں تاکہ عقیدہ ختم نبوت کی حساسیت اور منکرین ختم نبوت کی سنگینی مسلمانوں کے دل ودماغ پر نقش ہوجائے اور ان ناپاک وجودوں سے اللہ تعالیٰ کی پاک دھرتی کو ہمیشہ کے لئے پاک کردیا جائے۔

ہندوستان اور فتنۂ قادیانیت:

متحدہ ہندوستان میں انگریز اپنے جوروستم اور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے اکابر کی اس سنت کو زندہ رکھنے کی حکمت عملی کو اپنایا ہوا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کسی ایک فرقے کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ پوری امت کا مشترکہ مسئلہ ہے، اس میں کوشش وکاوش اور اجتماعی طور پر بڑھ چڑھ کر حصہ لینا تمام مسلمانوں کے لئے انتہائی ضروری ہے اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ ہے

استبدادی حربوں سے جب مسلمانوں کے قلوب کو مغلوب نہ کر سکا تو اس نے ایک کمیشن قائم کیا، جس نے پورے ہندوستان کا سروے کیا اور واپس جا کر برطانوی پارلیمنٹ میں رپورٹ پیش کی کہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد مٹانے کے لئے ضروری ہے کہ کسی ایسے شخص سے نبوت کا دعویٰ کرایا جائے جو جہاد کو حرام اور انگریز کی اطاعت کو مسلمانوں پر اولوالامر کی حیثیت سے فرض قرار دے۔

مرزا قادیانی کا انتخاب کیوں؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کام کے لئے برطانوی سامراج نے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیوں کیا؟ اس کا جواب خود مرزائی لٹریچر میں موجود ہے کہ مرزا قادیانی کا خاندان جدی پشتی انگریز کا نمک خوار، خوشامدی اور مسلمانوں کا غدار تھا، مرزا قادیانی کے والد نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں برطانوی سامراج کو پچاس گھوڑے مع ساز و سامان مہیا کئے اور یوں مسلمانوں کے قتل عام سے اپنے ہاتھ رنگین کر کے انگریز سے انعام میں جائیداد حاصل کی۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

''پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔'' (کتاب البریہ،ص:۵۱۴،روحانی خزائن،ج:۱۳،ص:۴،۵)

اپنے بارے میں لکھتا ہے:

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔'' (تریاق القلوب،ص:۲۷،روحانی خزائن،ج:۱۵،ص:۱۵۵)

غرض یہ کہ مرزا قادیانی کے گوشت پوست میں انگریز کی وفاداری اور مسلمانوں سے غداری رچی بسی تھی، یہی وجہ ہے کہ اس مقصد کے لئے انگریز کی نظر انتخاب مرزا قادیانی پر پڑی۔

مرزا قادیانی کا اصل مشن:

قارئین محترم! اگر مرزا قادیانی کے دعاوی پر نظر ڈالیں تو اس نے بتدریج خادم اسلام، مبلغ اسلام، مجدد، مہدی، مثیل مسیح، ظلی نبی، مستقل نبی، انبیاء سے افضل حتیٰ کہ خدائی تک کے دعاوی کئے، یہ سب کچھ ایک طے شدہ منصوبہ، گہری چال اور خطرناک سازش کے تحت کیا گیا۔

جن حضرات کی مرزائیت کے لٹریچر پر نظر ہے، وہ جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی ہر بات میں تضاد ہے لیکن ''حرمت جہاد اور فرضیت اطاعت انگریز'' دو ایسی باتیں ہیں جس میں مرزا قادیانی کی کبھی دو رائے نہیں ہوئیں، کیونکہ یہ اس کا بنیادی مقصد اور غرض و غایت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا قرار دیا۔

ردِقادیانیت کا آغاز:

قطب العالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اپنے نور ایمانی اور بصیرت وجدانی سے آنجہانی مرزا قادیانی کے دعوے سے بہت پہلے پنجاب کے معروف روحانی بزرگ حضرت مولانا پیر مہر علی شاہؒ گولڑوی سے حجاز مقدس میں ارشاد فرمایا تھا:

''پنجاب میں ایک فتنہ اٹھنے والا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس فتنہ کے خلاف آپ سے کام لیں گے۔''

آپ کو بیعت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور اس فتنے کے خلاف کام کرنے کی تلقین فرمائی۔

سعادت مند جماعت:

اللہ تعالیٰ نے ردِ قادیانیت کے سلسلے میں امت محمدیہ کے جن خوش نصیب و خوش بخت حضرات سے بڑی تندہی اور جانفشانی سے کام لیا، ان میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا پیر مہر علی شاہؒ، حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ، حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، پروفیسر محمد الیاس برنیؒ، علامہ محمد اقبالؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت علامہ شاہ احمد نورانیؒ، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:32545573

احمدؒ شجاع آبادی، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، حضرت مولانا محمد داؤد غزنویؒ، حضرت مولانا ظفر علی خانؒ اور حضرت مولانا پیر جماعت علی شاہؒ جیسی نابغہ روزگار ہزاروں شخصیات ہیں۔

قادیانیت کے خلاف پہلا فتویٰ:

علمائے لدھیانہ نے مرزا قادیانی کی گستاخ و بے باک طبیعت کو اس کی ابتدائی تحریروں سے ہی دیکھ کر اس کے خلاف کفر کا فتویٰ سب سے پہلے ۱۸۸۴ء میں دے دیا تھا۔ ان حضرات کا خدشہ صحیح ثابت ہوا اور آگے چل کر پوری امت نے علمائے لدھیانہ کے فتویٰ کی تصدیق وتوثیق کردی۔

مقدمہ بہاول پور:

تحصیل احمد پور شرقیہ ریاست بہاول پور میں ایک شخص مسمی عبدالرزاق مرزائی ہوکر مرتد ہوگیا، اس کی منکوحہ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش نے سن بلوغ کو پہنچ کر ۲۴/ جولائی ۱۹۲۶ء کو فسخ نکاح کا دعویٰ احمد پور شرقیہ کی مقامی عدالت میں دائر کردیا جو ۱۹۳۱ء تک ابتدائی مراحل طے کرکے پھر ۱۹۳۲ء میں ڈسٹرکٹ جج بہاول پور کی عدالت میں بغرض شرعی تحقیق واپس ہوا۔ آخرکار ۷/ فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ بحق مدعیہ صادر ہوا۔

جامعہ عباسیہ بہاول پور کے شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی مرحوم تھے، اس مقدمے کی پیروی اور امت محمدیہ کی طرف سے نمائندگی کے لئے سب کی نگاہ انتخاب شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ پر پڑی۔ مولانا غلام محمدؒ کی دعوت پر اپنے تمام تر پروگرام منسوخ کرکے مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ بہاول پور تشریف لائے۔

آقا ﷺ کا جانبدار:

بہاول پور پہنچنے پر آپ نے فرمایا: ”جب یہاں سے بلاوا آیا تو میں ڈھابیل کے لئے پابہ رکاب تھا، مگر میں یہ سوچ کر یہاں چلا آیا کہ ہمارا نامۂ اعمال تو سیاہ ہے ہی، شاید یہی بات مغفرت کا سبب بن جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانبدار بن کر بہاول پور آیا تھا، اور عشق رسالت کا جام پی کر آپ نے فرمایا: اگر ہم ختم نبوت کا کام نہ کریں تو گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہے۔“

عدالت میں مولانا غلام محمد گھوٹویؒ، مولانا محمد حسین کولوتارڑویؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، مولانا نجم الدینؒ، مولانا ابوالوفا شاہ جہانپوریؒ اور مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم وکثر اللہ سعیہم کے ایمان افروز اور کفر شکن بیانات ہوئے، جن سے مرزائیت بوکھلا اٹھی۔

جلال و جمال کا پرتو:

ان دنوں مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ پر اللہ رب العزت کے جلال اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کا خاص اثر تھا، وہ جلال و جمال کا حسین امتزاج تھے۔ جمال میں آکر قرآن وسنت کے دلائل دیتے تو عدالت کے در ودیوار جھوم اٹھتے اور جلال میں آکر مرزائیت کو للکارتے تو کفر کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہوجاتا، مولانا ابوالوفاء شاہ جہان پوریؒ نے اس مقدمے میں مختار مدعیہ کے طور پر کام کیا۔

ایک دن عدالت میں مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے مرزائیوں کے وکیل جلال الدین شمس مرزائی کو للکار کر فرمایا:

”اگر چاہو تو میں عدالت میں یہیں کھڑے ہوکر دکھا سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے۔“

مرزائی کانپ اٹھے، مسلمانوں کے چہروں پر بشاشت چھاگئی اور اہل دل نے گواہی دی کہ عدالت میں سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نہیں بلکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وکیل اور نمائندہ بول رہا ہے۔

لاجواب عاشقانہ فیصلہ:

عزیزان من! (بہاول پور کی عدالت میں) علمائے کرام کے بیانات مکمل ہوئے، نواب صاحب مرحوم پر حکومت برطانیہ کا دباؤ بڑھا، اس سلسلے میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ سے بیان کیا کہ خضر حیات ٹوانہ کے والد نواب سر عمر حیات ٹوانہ لندن گئے تھے، نواب آف بہاول پور مرحوم بھی گرمیاں اکثر لندن میں گزارا کرتے تھے، نواب مرحوم سر عمر حیات ٹوانہ سے لندن میں ملے اور مشورہ طلب کیا کہ انگریز حکومت کا مجھ پر دباؤ ہے کہ ریاست بہاول پور سے اس مقدمے کو ختم کرادیں تو اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟

سر عمر حیات ٹوانہ نے کہا: ”ہم انگریز کے وفادار ضرور ہیں، مگر اپنا دین، ایمان اور عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ان سے سودا نہیں کیا، آپ

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

ڈٹ جائیں اور ان سے کہیں کہ عدالت جو چاہے فیصلہ کرے، میں حق و انصاف کے سلسلے میں اس پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہتا۔'' چنانچہ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے یہ واقعہ بیان کرکے ارشاد فرمایا: ''ان شاء اللہ! ان دونوں کی نجات کے لئے اتنی بات کافی ہے۔''

جناب محمد اکبر خان جج مرحوم کو ترغیب و تحریص کے دام تزویر میں پھنسانے کی مرزائیوں نے بہت کوشش کی لیکن ان کی تمام تدابیر ناکام ثابت ہوئیں۔

اللہ رب العزت کی قدرت کے قربان جائیں! کفر ہار گیا، اسلام جیت گیا، ایک مرتبہ پھر ''جاء الحق وزھق الباطل'' کی عملی تفسیر اس فیصلہ کی شکل میں امت کے سامنے آگئی اور مرزائی ''فبھت الذی کفر'' کا مصداق ہوگئے۔ اس تاریخ ساز فیصلے نے چاردانگ عالم میں تہلکہ مچادیا، مرزائیوں کی ساکھ روز بروز گرنے لگی، ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی۔

حضرت کشمیریؒ کی وصیت:

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اس فیصلے کے لئے اتنے بے تاب تھے کہ بیانات کی تکمیل کے بعد جب بہاول پور سے جانے لگے تو مولانا محمد صادق مرحوم سے فرمایا کہ: اگر زندہ رہا تو فیصلہ خود سن لوں گا اور اگر فوت ہوجاؤں تو میری قبر پر آکر یہ فیصلہ سنادیا جائے۔ چنانچہ مولانا محمد صادقؒ نے آپ کی وصیت کو پورا کیا۔ آپ نے اپنے آخری ایام علالت میں دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ، طلبا اور دیگر بہت سے علماء کے مجمع میں تقریر فرمائی تھی، جس میں نہایت درد مندی و دل سوزی سے فرمایا تھا:

''وہ تمام حضرات جن کو مجھ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ تلمذ کا تعلق ہے اور جن پر میرا حق ہے، میں ان کو خصوصی وصیت اور تاکید کرتا ہوں کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت و پاسبانی اور فتنہ قادیانیت کے قلع و قمع کو اپنا خصوصی وظیفہ بنائیں، جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت فرمائیں گے ان پر لازم ہے کہ ختم نبوت کی پاسبانی کا کام کریں۔''

قادیان میں پہلی احرار کانفرنس:

کانفرنس کی روئیداد آغا شورش کاشمیریؒ یوں بیان کرتے ہیں: ''پہلی احرار کانفرنس ۲۱ تا ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی زیر صدارت قادیان میں منعقد ہوئی، مرزا بشیر الدین محمود کی خوشنودی کے لئے حکومت نے قادیان کی میونسپل حدود میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی، احرار نے میونسپل حدود سے باہر کانفرنس کا ایک عظیم الشان پنڈال بنایا، پشاور سے دہلی تک ہزارہا لوگوں نے شمولیت کا اعلان کیا، اس غرض سے اسپیشل ٹرینیں چلائی گئیں۔ جب سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ قادیان کے ریلوے اسٹیشن پر اسپیشل ٹرین سے پہنچے تو ہزارہا رضا کاروں نے ان کا استقبال کیا، تقریباً دو لاکھ افراد شریک ہوئے، شاہ جی نے رات دس بجے تقریر کا آغاز کیا اور صبح کی اذان تک تقریر جاری رکھی۔ اس تقریر سے قادیانی امت کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی...۔''

یوں علماء نے قادیان میں کانفرنس کرکے چور کا اس کے گھر تک تعاقب کیا، نیز مولانا ظفر علی خانؒ اور علامہ محمد اقبالؒ نے تحریر و تقریر کے ذریعے ردِ مرزائیت کے لئے غیر معمولی کردار ادا کیا، مجلس احرار اسلام کی کامیاب گرفت سے مرزائیت بوکھلا اٹھی۔

پاکستان اور فتنۂ قادیانیت:

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان تقسیم ہوکر مملکت خداداد پاکستان معرض وجود میں آئی۔ ۱۹۴۸ء میں قادیانی جماعت کا دوسرا لاٹ پادری مرزا بشیر الدین محمود ''قادیان'' چھوڑ کر پاکستان آگیا۔ پنجاب کے پہلے انگریز گورنر موڈی کے حکم پر چنیوٹ کے قریب برلب ''دریائے چناب'' قادیانیوں کو ایک ہزار چونتیس ایکڑ زمین عطیہ کے طور پر الاٹ کی گئی۔ فی مرلہ ایک آنہ کے حساب سے رجسٹری کے کل اخراجات صرف دس ہزار چونتیس روپے وصول کئے گئے۔ قادیانیوں نے ربوہ کے نام سے ''اسرائیل'' کی طرز پر اپنی ریاست ''مرزائیل'' کی بنیاد رکھی، دوسری طرف پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ چوہدری سر ظفر اللہ قادیانی کو بنایا گیا، جس نے حکومتی عہدہ کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے قادیانیت کو پروان چڑھایا۔ بیرون ملک پاکستانی سفارتخانوں میں اس نے بطور سفیر قادیانی مربی بھرتی کئے، جس سے باہر کی دنیا میں پاکستان کی شناخت قادیانی ریاست کے طور پر ہونے لگی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان:

۱۹۳۰ء میں بننے والی جماعت ''مجلس احرار

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

اسلام'' کا قافلہ تقسیم ملک کی وجہ سے بکھر چکا تھا اور سیاسی سرگرمیوں کے باعث ارباب اقتدار کی آنکھوں کا کانٹا بن گیا تھا، تب حضرت امیر شریعت اور ان کے گرامی قدر رفقاء کی فراست ایمانی نے کام کر دکھایا، جنہوں نے حکمت عملی سے کام لے کر ۱۹۴۹ء کو ملتان کی چھوٹی سی مسجد ''مسجد سراجاں'' میں خالص دینی، تبلیغی، اصلاحی اور غیر سیاسی جماعت ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کی بنیاد رکھی۔ سیاست سے کنارہ کشی میں دو فائدے مقصود تھے: ایک یہ کہ تمام مسلمانوں کو تحفظ ختم نبوت اور باہمی اتحاد و اتفاق، ربط و تعلق کے لئے مشترکہ اور غیر متنازعہ جماعت میسر ہو۔ دوم یہ کہ ارباب اقتدار اور دیگر سیاسی جماعتوں کے تصادم سے محفوظ رہیں تا کہ تحفظ ختم نبوت کا عظیم مشن کسی بھی رکاوٹ اور تعطل کا شکار نہ ہو۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء:

۱۹۵۲ء میں وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے بی بی سی رپورٹ کے نام سے آئین پاکستان کے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی ایک رپورٹ تیار کروائی جس میں قادیانیوں کو مسلمانوں میں شامل ظاہر کیا گیا۔ بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے، کشمیر میں قادیانی سلطنت کے خواب اور پاکستان پر قبضہ کی کوششوں کے ساتھ خلیفہ ربوہ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے چیلوں سے کہا: ''ایسی صورت اختیار کرلو کہ تمہارے مخالف ۱۹۵۲ء گزرنے سے پہلے پہلے تمہارے قدموں میں گرنے پر مجبور ہو جائیں۔''

قیام پاکستان کے بعد پیدا ہونے والے حالات کے نتیجہ میں مسلمانان پاکستان تحریک ختم نبوت چلانے پر مجبور ہوئے، جس کے بنیادی مطالبات تین تھے: (۱) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ (۲) چوہدری ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ کے عہدہ سے ہٹایا جائے۔ (۳) تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔ چنانچہ اکابرین تحفظ ختم نبوت نے پورے ملک میں دن رات، صبح شام محنت کی اور ایسا ماحول پیدا کیا کہ ہر زبان تحفظ ختم نبوت کے مشن کی پاسبان بن چکی تھی، مگر اس وقت کے نام نہاد حکمرانوں نے اس تحریک کو طاقت کے ذریعہ کچلنے کا عزم کر رکھا تھا، اکابرین امت، عوام الناس کی گرفتاریاں معمول بن چکا تھا مگر عشق کی آگ ٹھنڈا ہونے کا نام نہیں لیتی تھی، قافلہ مصائب و مشکلات کے باوجود چلتا رہا، منزل قریب ہوتی گئی۔

بلاشبہ یہ برصغیر کی عظیم ترین تحریک تھی، جس میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، ایک لاکھ مسلمانوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ دس لاکھ مسلمان اس تحریک سے متاثر ہوئے۔

تحریک سے متعلق انکوائری کمیشن نے رپورٹ مرتب کرنا شروع کی، عدالتی کارروائی میں حصہ لینے کی غرض سے علماء اور وکلاء کی تیاری، مرزائیت کی کتب کے اصل حوالہ جات کو مرتب کرنا بڑا کٹھن مرحلہ تھا اور ادھر حکومت نے اتنا خوف و ہراس پھیلا رکھا تھا کہ تحریک کے رہنماؤں کو لاہور میں کوئی رہائش دینے کے لئے تیار نہ تھا۔ خانقاہ سراجیہ سے روحانی تعلق رکھنے والے جناب عبدالمجید سیفی نقشبندی نے بیڈن روڈ لاہور پر واقع اپنی عمارت کو رہنماؤں کے لئے وقف کر دیا، تمام تر مصلحتوں سے بالائے طاق ہو کر ختم نبوت کے عظیم مقصد کے لئے ان کے ایثار کا نتیجہ تھا کہ مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ اور رہائی کے بعد مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور دوسرے رہنماؤں نے آپ کے مکان پر انکوائری کے دوران قیام کیا اور مکمل تیاری کی۔ ان ایام میں شیخ المشائخ قبلہ حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہؒ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ بھی وہیں قیام پذیر رہے اور تمام کاموں کی نگرانی فرماتے رہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء:

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر چناب ایکسپریس کے ذریعے سفر کرنے والے ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلباء پر مرزائیوں نے قاتلانہ حملہ کیا، جس کے نتیجے میں یہ تحریک چلی۔

مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ ان دنوں ''مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان'' کے امیر تھے، ان کی دعوت پر امت کے تمام طبقات جمع ہوئے، کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان تشکیل پائی، جس کے سربراہ حضرت شیخ بنوریؒ قرار پائے۔ امت محمدیہ کی خوش نصیبی کہ اس وقت قومی اسمبلی میں تمام اپوزیشن متحد تھی، چنانچہ اپوزیشن پوری کی پوری مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان میں شریک ہوگئی۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں نے متحد ہو کر ایک ہی نعرہ لگایا کہ مرزائیت کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

اس وقت قومی اسمبلی میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، شیر اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا عبدالحقؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہریؒ، مولانا صدر الشہیدؒ، مولانا عبدالحکیمؒ اور ان کے رفقاء نے ختم نبوت کی وکالت کی، اپوزیشن کی طرف سے مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے مرزائیوں کے خلاف متفقہ قرارداد پیش کی اور پیپلز پارٹی برسر اقتدار طبقہ (حکومت) کی طرف سے دوسری قرارداد وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کی، جو ان دنوں وزیر قانون تھے، قومی اسمبلی میں مرزائیت پر بحث شروع ہوگئی، پورے ملک میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا خواجہ خان محمدؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، نوابزادہ نصر اللہ خانؒ، آغا شورش کشمیریؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا عبدالقادر روپڑیؒ، مفتی زین العابدینؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا سائیں عبدالکریمؒ پیر

شریف، مولانا سائیں محمد شاہؒ امروٹی، مولانا عبدالواحدؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، مولانا صاحبزادہ فیض رسول حیدرؒ، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسنؒ، غرض یہ کہ چاروں صوبوں کے تمام مکاتب فکر نے تحریک کے الاؤ کو ایندھن مہیا کیا۔

اخبارات و رسائل نے تحریک کی آواز کو ملک گیر بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا، تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کا دباؤ بڑھتا گیا، ادھر قومی اسمبلی میں قادیانی ولاہوری گروپوں کے سربراہوں نے کھل کر اپنا موقف پیش کیا، ان کا جواب اور امت مسلمہ کا موقف مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا سمیع الحق مدظلہ اور مولانا سید انور حسین نفیسؒ رقم نے مرتب کیا۔

اسے قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے چوہدری ظہور الٰہی کی تجویز اور دیگر تمام حضرات کی تائید پر قرعہ فال حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے نام نکلا، جس وقت انہوں نے یہ محضر نامہ پڑھا، قادیانیت کی حقیقت کھل کر اسمبلی کے ارکان کے سامنے آ گئی۔ مرزائیت پر اوس پڑ گئی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء ایک نظر میں:

☆......۲۲/ مئی کو طلباء کے وفد کی ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں سے تو تکار ہوئی۔

☆......۲۹/ مئی کو بدلہ لینے کے لئے قادیانیوں نے چناب نگر اسٹیشن پر طلباء پر قاتلانہ و سفاکانہ حملہ کیا۔

☆......۳۰/ مئی کو لاہور اور دیگر شہروں میں ہڑتال ہوئی۔

☆......۳۱/ مئی کو سانحہ ربوہ کی تحقیقات کے لئے صمدانی ٹریبونل کا قیام عمل میں آیا۔

☆......۳/ جون کو مجلس عمل کا پہلا اجلاس راولپنڈی میں منعقد ہوا۔

☆......۹/ جون کو مجلس عمل کا کنونیز لاہور میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کو مقرر کیا گیا۔

☆......۱۳/ جون کو وزیر اعظم نے نشری تقریر میں بجٹ کے بعد یہ مسئلہ قومی اسمبلی کے سپرد کرنے کا اعلان کیا۔

☆......۱۴/ جون کو ملک گیر ہڑتال ہوئی۔

☆......۱۶/ جون کو مجلس عمل کا لائل پور (فیصل آباد) میں اجلاس ہوا' جس میں حضرت بنوریؒ کو امیر اور مولانا محمود احمد رضوی کو سیکریٹری منتخب کیا گیا۔

☆......۳۰/ جون کو قومی اسمبلی میں ایک متفقہ قرارداد پیش ہوئی' جس پر غور کرنے کے لئے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔

☆......۲۴/ جولائی کو وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ قومی اسمبلی کا جو فیصلہ ہوگا' ہمیں منظور ہوگا۔

☆......۳/ اگست کو صمدانی ٹریبونل نے تحقیقات مکمل کر لیں۔

☆......۵/ اگست سے ۲۳/ اگست تک وقفوں سے مکمل گیارہ روز قادیانی سربراہ مرزا ناصر پر قومی اسمبلی میں جرح کی گئی۔

☆......۲۰/ اگست کو صمدانی ٹریبونل نے سانحہ ربوہ سے متعلق اپنی رپورٹ وزیر اعلیٰ کو پیش کی۔

☆......۲۲/ اگست کو رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کی گئی۔

☆......۲۴/ اگست کو وزیر اعظم نے فیصلہ کے لئے ۷/ ستمبر کی تاریخ مقرر کی۔

☆......۲۷، ۲۸/ اگست کو لاہوری گروپ کے صدر الدین، مسعود بیگ اور عبدالمنان عمر پر قومی اسمبلی میں جرح ہوئی۔

☆......یکم ستمبر کو لاہور شاہی مسجد میں ملک گیر ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔

☆......۵، ۶/ ستمبر کو اٹارنی جنرل نے قومی اسمبلی میں عمومی بحث کی اور مرزائیوں پر جرح کا خلاصہ پیش کیا۔

☆......۶/ ستمبر کو آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی راولپنڈی میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی وزیر اعظم سے ملاقات کا فیصلہ کیا گیا۔

۷/ ستمبر کا عظیم الشان دن ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی فتح کا دن ہے، عاشقان رسول کی کھیتی کے پکنے کا دن ہے، وارثان نبوت کی محنت ثمر آور ہونے کا دن ہے، ۹۰ سالہ جدوجہد، کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار ہونے کا دن ہے۔

تقریباً ۹۰ دن کی شب و روز مسلسل محنت و کاوش کے بعد جناب ذوالفقار علی بھٹو کے عہد اقتدار میں متفقہ طور پر ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے عبدالحفیظ پیرزادہ کی پیش کردہ قرارداد کو منظور کیا اور مرزا قادیانی کے ماننے والے ہر دو گروپ آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے اور آئین پاکستان میں درج ذیل ترمیم وجود میں آئی:

"آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی شق (۳) جو شخص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا احسان:

مولانا تاج محمودؒ فیصل آباد کے قبرستان میں

موجود تھے، لوگ شہداءِ ختم نبوت کی قبروں کو تلاش کرکے ان پر پھولوں کی چادریں چڑھارہے تھے۔ اس منظرکو دیکھ کران کو مولانا محمد علی جالندھریؒ کی ایک بات یاد آئی اور قبرستان کی دیوار پر کھڑے ہوکر اسلامیان فیصل آباد کو مخاطب کرکے کہا: ۱۹۵۳ء کی تحریک میں مسلمان نوجوانوں کو تحفظ ختم نبوت کی پاداش میں شہید کردیا گیا تھا تو مولانا جالندھریؒ نے فرمایا تھا: ایک وقت آئے گا کہ لوگ ان شہدائے ختم نبوت کی قبروں پر پھولوں کی چادریں بھی چڑھائیں گے، آج وہ وقت میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ الحمدللہ! یہ وہی ۷؍ستمبر۱۹۷۴ء کا عظیم الشان دن تھا۔

آج اللہ رب العزت کا فضل و کرم ہے کہ ”مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان“ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بن چکی ہے اور چاردانگ عالم میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے پھریرے بلند کرنے کی سعادتوں سے بہرہ ور ہورہی ہے، دنیا کے تمام براعظموں میں ختم نبوت کا کام وسیع سے وسیع تر ہورہا ہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء:

۱۹۸۴ء میں محمد اسلم قریشی“ جمعہ کی نماز سے واپسی پر راستے سے اغوا کرلئے گئے، ان کی بازیابی کی تحریک چلی، جس کے نتیجے میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس کا نفاذ عمل میں آیا۔

امتناع قادیانیت صدارتی آرڈی نینس:

۱:... قادیانی گروپ یالاہوری گروپ (جوخود کواحمدی یاکسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یامرئی نقوش کے ذریعے۔

(الف) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، خلیفۃ المومنین، صحابی یارضی اللہ عنہ کے طور پرمنسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ب) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو ام المومنین کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ج) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان (اہل بیت) کے کسی فرد کے علاوہ کسی شخص کو اہل بیت کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(د) اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

۲:... قادیانی گروپ یالاہوری گروپ (جو خودکواحمدی یاکسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب میں عبادت کے لئے بلانے کے طریقہ یا صورت کو اذان کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

☆...... قادیانی گروپ یالاہوری گروپ (جو خودکواحمدی یاکسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلاواسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہو یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے، اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

آخری گزارش:

تحفظ ختم نبوت میں وحدت امت کا راز پوشیدہ ہے، فتنۂ انکارختم نبوت وحدت ملی کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک استعماری سازش ہے، آج مسلمانوں کے تمام طبقات ومکاتب فکرمل کرہی باہمی اتحاد واعتماد سے اس فتنہ کو مکمل ختم کرسکتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے اکابر کی اس سنت کو زندہ رکھنے کی حکمت عملی کو اپنایا ہوا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کسی ایک فرقے کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ پوری امت کا مشترکہ مسئلہ ہے، اس میں کوشش وکاوش اور اجتماعی طور پر بڑھ چڑھ کر حصہ لینا تمام مسلمانوں کے لئے انتہائی ضروری ہے اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

کروڑوں رحمتیں ہوں ان تمام مقدس حضرات پر جن کی شب وروز کی اخلاص بھری محنت رنگ لائی، آج قادیانی پوری دنیا میں رسوا ہورہے ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کا ایک کشف ہے کہ:

”ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا میں مرزائیت نام کی کوئی چیز تلاش کرنے کے باوجود نہیں ملے گی۔“ ان شاء اللہ!

وہ وقت قریب آن پہنچا ہے کہ مرزائیت کا فتنہ دنیا سے نیست و نابود ہونے والا ہے۔ مسلمانان عالم ہمت کریں، آگے بڑھیں، منزل قریب تر ہے، رحمت حق انتظار کررہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مژدہ جاں فزا ملنے والا ہے، اللہ رب العزت ہماری ان حقیر محنتوں کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرماکر اپنی رضا کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆......☆☆

اسوۂ رسول ﷺ اور امت مسلمہ کی آزمائش

حافظ محمد ادریس

قرآن وسنت کے مطابق ایمان اور آزمائش آپس میں لازم وملزوم ہیں، بندۂ مومن کی خوشی اور غمی ہر حال میں اجر ملتا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مومن کے لئے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے، اگر اسے خوشی ملے اور وہ شکر کرے تو یہ اس کے لئے خیر ہے اور اگر غم سے دوچار ہو، اس پر صبر کرے تو یہ بھی اس کے لئے باعث خیر ہے، اللہ سے عافیت مانگنی چاہئے لیکن اگر آزمائش آجائے تو اللہ تعالیٰ سے ہمت و استقامت کی دعا کرنی چاہئے، آج پوری امت کسی نہ کسی صورت میں ابتلا کا شکار ہے، ایسے حالات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور حیات طیبہ بڑا سہارا فراہم کرتی ہیں۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں سب سے نمایاں اور اعلیٰ ترین مقام عطا فرمایا، جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ بلند ہے، اسی قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شدید آزمائشیں بھی ڈالی گئیں، بعض اوقات ایک انسان پریشان ہوجاتا ہے کہ اس پر مشکلات کی یلغار کیوں ہے؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو شخص حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے واقف ہو، وہ ان مشکلات و مصائب کے ہجوم میں بھی اللہ تعالیٰ سے رشتہ استوار رکھے گا اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے گا،

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''إن أشد الناس بلاء الأنبياء ثم الأمثل فالأمثل'' بلاشبہ تمام انسانوں میں سے سب سے زیادہ آزمائشوں میں سے انبیاء کو سابقہ پیش آتا ہے، پھر جو لوگ (مقام و مرتبہ) میں ان سے قریب تر ہوتے ہیں، ان کو آزمایا جاتا ہے۔

(تفسیر قرطبی، ج:۷، سورۂ عنکبوت)

اسی حدیث میں آپ کا ارشاد ہے: ''يبتلى الرجل على قدر دينه'' ہر شخص کو اس کی دین کے ساتھ وابستگی کے مطابق ابتلا میں ڈالا جاتا ہے۔

(جامع ترمذی، ابواب الزہد)

اللہ کے تمام انبیاء کی زندگیاں اس حقیقت کو مکمل طور پر واشگاف کرتی ہیں کہ وہ بہت زیادہ آزمائش سے گزرے، حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال راہ حق میں ماریں کھائیں، زخمی ہوئے، ستائے گئے اور استہزا کا نشانہ بنتے رہے، سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا گیا، گھربار سے نکالا گیا، بیٹے کی قربانی کے امتحان سے آزمایا گیا اور اس سے بھی قبل نوجوان بیوی سیدہ ہاجرہؑ اور آنکھوں کے تارے، شیرخوار بیٹے اسماعیلؑ کو ایک بے آب وگیاہ وادی میں تن تنہا چھوڑنے کا حکم ملا جس کی بلاچوں وچرا اطاعت کی گئی، سیدنا یعقوبؑ وسیدنا یوسفؑ کی زندگیوں میں بھی سخت آزمائشوں کا طویل دور قرآن مجید کے صفحات کی زینت ہے، اللہ تعالیٰ کے صابر نبی حضرت ایوبؑ کی آزمائشیں ہمہ جہت وہمہ پہلو تھیں، جسمانی امراض وتکالیف سے لے کر اہل وعیال کی جدائی وفراق اور نہ معلوم کیا کچھ برداشت کرنا پڑا، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کے احوال پڑھ کر رونگھٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور آنکھیں بے ساختہ بھیگ جاتی ہیں، وقت کے ظالم حکمرانوں نے ان کو بدترین مظالم کا نشانہ بنایا مگر ان عظیم ہستیوں کی عزیمت قابل داد وتحسین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے در سے ذرہ برابر ادھر ادھر نہ ہوئے۔

حضرت یحییٰ (یوحنا) علیہ السلام نے جب (بنی اسرائیل کی) ان بداخلاقیوں کے خلاف آواز اٹھائی جو یہود کے فرمانروا ہیرودیس کے دربار میں کھلم کھلا ہورہی تھیں، تو پہلے وہ قید کئے گئے، پھر بادشاہ نے اپنی معشوقہ کی فرمائش پر قوم کے اس صالح ترین آدمی کا سرقلم کرکے ایک تھال میں رکھ کر اس کی نذر کردیا۔

> حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مومن کے لئے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے، اگر اسے خوشی ملے اور وہ شکر کرے تو یہ اس کے لئے خیر ہے اور اگر غم سے دوچار ہو، اس پر صبر کرے تو یہ بھی اس کے لئے باعث خیر ہے، اللہ سے عافیت مانگنی چاہئے لیکن اگر آزمائش آجائے تو اللہ تعالیٰ سے ہمت واستقامت کی دعا کرنی چاہئے

(مرقس، باب:۶، آیت:۱۷،۲۹)

حضرت عیسیٰ پر بنی اسرائیل کے علماء اور سرداران قوم کا غصہ بھڑکا، کیونکہ وہ انہیں ان کے گناہوں اوران کی ریاکاریوں پر ٹوکتے تھے اور ایمان وراستی کی تلقین کرتے تھے، اس قصور پر ان کے خلاف مقدمہ جھوٹا تیار کیا گیا، رومی عدالت سے ان کے قتل کا فیصلہ حاصل کیا گیا اور جب رومی حاکم پیلاطس نے یہود سے کہا کہ آج عید کے روز میں تمہاری خاطر یسوع اور برابا ڈاکو، دونوں میں سے کس کو رہا کروں؟ تو ان کے پورے مجمع نے بالاتفاق پکار کر کہا کہ برابا کو چھوڑ دے اور یسوع کو پھانسی پر لٹکا۔

(متی، باب:۲۷، آیت:۲۰،۲۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تو اول تا آخر آزمائشوں کی یلغار اور غم واندوہ کی بھرمار نظر آتی ہے، آپ کے ہر امتی کو مشکل گھڑی میں اپنے نبی مہربان کی حیات طیبہ پر نظر ڈالنی چاہئے، آپ رحم مادر میں تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا، نہ باپ نے اپنے عظیم بیٹے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، نہ عظیم بیٹے نے باپ کی آغوش شفقت کا لطف اٹھایا، ماں نے ممتا کی مثالی محبت دی اور اس نے دُرِّ یتیم کو بڑی توجہ اور پیار سے پالا پوسا، بیچ میں شیر خوارگی اور ابتدائی بچپن کا دور حضرت حلیمہ سعدیہ کے گھر بنو سعد میں گزرا، واپس آتے تو ماں کی آنکھوں کا یہ نور، جوانی میں بیوہ ہوجانے والی سیّدہ آمنہ کے غمزدہ دل پر مرہم رکھ دیتا، ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ مدینہ ومکہ کے درمیان مقام ابواء پر حالت سفر میں محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم، ماں کی ممتا کی نعمت عظمیٰ سے بھی محروم ہو گئے، یہ مالک ارض وسما کی مشیت تھی، غم کی ان گھڑیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ اُمّ ایمن نے ننھے دُرِّ یتیم کو ممتا کا بدل عطا کیا جو خود ان کے لئے ایک عظیم ترین تاریخی اعزاز اور اللہ کے ہاں بے مثال درجات کا ذریعہ بنا۔

سردار قریش، بزرگ سردار قبیلہ، عبدالمطلب جو اپنے پوتے کی سانس کے ساتھ سانس لیتے تھے، محبوب بیٹے کے بعد پیاری بہو کے اچانک وفات پاجانے پر اس دہرے غم سے دوچار ہوئے تو لخت جگر محمد واحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور بھی اپنے سے قریب کر لیا، بوڑھا سردار مجلسوں کی صدارت بھی کرتا، قومی وقبائلی امور ومعاملات میں فرائض منصبی پر بھی توجہ دیتا مگر ہر چیز سے زیادہ اب اس کے نزدیک یہ گل نو بہار عزیز تر تھا، اس کی مجلسیں بھی اسی کے دم قدم سے روشن تھیں اور اس کی راتوں کا سکون بھی اسی روشن چراغ سے وابستہ تھا، دو سال یوں بیتے کہ دادا نے اپنے بے مثل پوتے کو شفقت پدری بھی دی اور ماں کی ممتا کی کمی بھی محسوس نہ ہونے دی، دو سال کا وقت جیسے پلک جھپکنے میں بیت گیا، اللہ تعالیٰ نے اب دونوں پیاروں کے درمیان پھر سے جدائی کا فیصلہ کر لیا، آٹھ سال کی عمر میں یہ شجر سایہ دار بھی سر سے اٹھ گیا، غم کے پہاڑ تھے اور صدمات کے ریگزار مگر جسے خالق نے سید الانبیاء و قائد انسانیت بنانے کا روز اول ہی سے فیصلہ فرمادیا تھا، اس کا قلب نازک ان بھاری صدمات کو بھی سہہ گیا، عبدالمطلب کی وفات کے بعد ان کے بیٹے اور محمد بن عبداللہ کے شفیق چچا اپنے خانوادے کے اس دُرِّ نایاب کی دلجوئی میں لگ گئے، سبھی چچا غمگسار تھے، مگر زبیر اور ابو طالب نے تاریخ میں وہ مثال قائم کردی جس کی نظیر نہ اس سے قبل انسانی تاریخ میں ملتی ہے اور نہ اس کو بعد کی تاریخ میں دہرانا کسی کے بس میں ہے، یوں بچپن جوانی میں ڈھل گیا، پاکیزہ جوانی، طیب وتقدس مآب شب وروز، ہر آلائش سے پاک، ہر خوبی سے مزین، خزف ریزوں کے درمیان چمکتا ہوا ہیرا، ہر شخص کی آنکھوں کو خیرہ کردینے والا قیمتی موتی، محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

جوانی میں اللہ تعالیٰ نے قدرے سکون وخوشحالی بخشی، تجارت خوب چمکی، مکہ کی سب سے معزز، زیرک اور مالدار خاتون حضرت خدیجہ بنت خویلد کے ساتھ تجارتی کاروبار میں شراکت کا تجربہ طرفین کے لئے انتہائی خوشگوار ثابت ہوا، اس منفرد تجربے نے اس عظیم خاتون کو اتنا متاثر کیا کہ اس کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ مکہ کا یہ انمول ہیرا اس کے نصیب میں آجائے، خود محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت خدیجہ کی بے پناہ خوبیوں کو قریب سے دیکھ لیا تھا، یوں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ مثالی جوڑا ترتیب دے دیا، مکہ کی مالدار بیوہ، زندگی کے ۴۰ سال گزار چکی تھیں، جب کہ آفتاب رُشد وہدایت ۲۵ بہاریں دیکھ چکے تھے، یہ مثالی جوڑا تھا جس کی مثال تاریخ انسانی میں سب سے ارفع واعلیٰ ہے، اللہ نے دو بیٹے اور چار بیٹیاں عطا فرمائیں، یہ اس کا عظیم عطیہ تھا۔

دونوں بیٹے قاسم اور عبداللہ المعروف طیب اور طاہر یکے بعد دیگرے بالکل ابتدائی عمر ہی میں اللہ تعالیٰ نے واپس لے لئے۔ حضرت قاسم ہی کی نسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہے، اللہ نے انہیں جنت میں اپنے گل دستے کی زینت بنالیا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر درد وفراق کی مشکل گھاٹی سے گزارا، وہ حکیم ہے، وہ قادر مطلق ہے، اس کے برگزیدہ بندے نے صبر ورضا کے ساتھ سر تسلیم خم کر دیا کہ یہی اس کے شایان شان تھا۔

قاسم اور عبداللہ تو جوانی کا پھل تھے، بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور میٹھا میوہ عطا فرمایا، چاند سا بیٹا، جدامجد کے اسم گرامی پر ابراہیم نام رکھا، دودھ پیتا ابراہیم سیدکونین کی آنکھوں کا تارا، دل کا قرار اور آنکھوں کی ٹھنڈک تھا، اچانک بیماری نے آلیا، جنت کا پھول اپنے بے بدل باپ کی آغوش میں ہے، فرشتۂ اجل اپنا فرض ادا کرنے کے لئے آگیا ہے، وہ بے چارا تو حکم کا پابند

ہے، ابراہیم آخری سانس لیتا ہے، اس کائنات کا سب سے بڑا انسان اس لیے غم کے پہاڑ کے سامنے کھڑا ہے، تقاضائے فطرت ہے کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے ہیں، سعد بن عبادہؓ (سردار خزرج) دیکھ کر عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ بھی رو رہے ہیں؟ فرمایا: کہ دل زخمی ہے، آنکھیں اشک بار ہیں، مگر ہم اپنے رب کی رضا پر راضی ہیں، ہماری زبان سے کوئی ایسا لفظ نہیں نکلے گا جو رب کائنات کو ناپسند ہو۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

چاروں بیٹیوں میں سے رقیہؓ، ام کلثومؓ اور زینبؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں آخرت کو سدھار گئیں، صرف فاطمۃ الزہراؓ اور زینبؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعد تک زندہ رہیں، ان کے متعلق بھی سیدہ عائشہ صدیقہ کی ایک روایت ہے کہ مرض الموت میں فاطمۃ الزہراؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں، میں گھر کے کام کاج میں مصروف تھی، میں نے دیکھا کہ فاطمہؓ بے ساختہ زار و قطار رونے لگی ہیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ فاطمہؓ مسکرا رہی ہیں، میں نے بعد میں فاطمہؓ سے اس صورت حال کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ: امی جان! ابا جان نے مجھ سے فرمایا کہ ان کے کوچ کا وقت آگیا ہے، تو میں فرط غم سے رونے لگی، مگر اس کے بعد انہوں نے فرمایا: لخت جگر! میرے اہل بیت میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھ سے آکر ملوگی تو میں خوشی سے مسکرادی۔

(دلائل النبوۃ امام بیہقی، ج:۷، ص:۱۲۱،۱۲۲)

سیدۂ خواتین جنت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں اور پھر اپنے عظیم والد کے پاس جنت الفردوس میں چلی گئیں، یہ ہے حاصل کائنات کی دنیوی زندگی اور عائلی احوال کی ایک جھلک، ہمارے لئے یہ اسوۂ حسنہ ہے، غم کے پہاڑ آجائیں تو اس عظیم شخصیت اور قائد انسانیت کی طرف دیکھے، دل کو قرار مل جائے گا، صبر کیجئے، اللہ نعمتوں سے نوازے گا، وہی غموں کا مداوا کر سکتا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار دعائیں ہیں جو غموں کے ہجوم سے نجات کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائیں، یہاں حدیث پاک سے ایک مسنون دعا نقل کی جاتی ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت ابو امامہؓ کو سکھائی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو غموں اور مصیبتوں سے نجات عطا فرمادی، ہمارے لئے بھی یہ دعا نسخۂ شفا اور دوائے مرض ہے، بشرطیکہ ہم پورے یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں طلب کریں، حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک انصاری صحابی (جن کا نام ابوامامہؓ) کو آپ نے مسجد میں بیٹھے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: کیا بات ہے کہ تم اس وقت، جب کہ کسی نماز کا وقت نہیں ہے مسجد میں بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: حضرت! مجھ پر بہت سے قرضوں کا بوجھ ہے اور فکروں نے مجھے گھیر رکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں ایسا دعائیہ کلمہ نہ بتادوں جس کے ذریعہ دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں ساری فکروں سے نجات دے دے اور تمہارے قرضے بھی ادا کردے؟ (ابو امامہ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور بتادیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم صبح و شام اللہ کے حضور میں عرض کیا کرو:

''اللّٰھم انی اعوذبک من الھم والحزن واعوذبک من العجز والکسل واعوذبک من الجبن والبخل واعوذبک من غلبۃ الدین وقھر الرجال۔'' (سنن ابوداؤد)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر اور غم سے اور بے کسی سے اور سستی و کاہلی سے اور بزدلی و کنجوسی سے اور پناہ مانگتا ہوں قرضے کے بار کے غالب آجانے سے اور لوگوں کے دباؤ سے۔''

یہ مجرب اور آزمودہ نسخے ہیں، تیر بہدف ہیں مگر جس رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بتائے، اس سے حقیقی محبت اور اس پر پختہ ایمان اور جس ذات سبحانہ و تعالیٰ سے ہم طلب کرتے ہیں، اس کی مکمل بندگی اور وفاداری کا اہتمام شرط قبولیت ہے۔

آیئے آج سچے دل سے عہد کریں کہ باری تعالیٰ اور اس کے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں گے اور ان کی قائم کردہ تمام حدوں کا ہر حال میں احترام کریں گے، اللہ رب العزت ہر مشکل کو آسان بنادے گا اور ہر ابتلا کو اخروی کامیابی کا ذریعہ بنادے گا۔ ان شاء اللّٰہ وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز۔ ☆☆

حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال راہ حق میں ماریں کھائیں، زخمی ہوئے، ستائے گئے اور استہزا کا نشانہ بنتے رہے، سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا گیا، گھربار سے نکالا گیا، بیٹے کی قربانی کے امتحان سے آزمایا گیا اور اس سے بھی قبل نوجوان بیوی سیدہ ہاجرہؓ اور آنکھوں کے تارے، شیر خوار بیٹے اسماعیلؑ کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں تن تنہا چھوڑنے کا حکم ملا جس کی بلا چوں و چرا اطاعت کی گئی، سیدنا یعقوبؑ و سیدنا یوسفؑ کی زندگیوں میں بھی سخت آزمائشوں کا طویل دور قرآن مجید کے صفحات کی زینت ہے

پاکستان سے وفاداری..... دینی فریضہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کا یوم آزادی پر خطاب

ضبط وترتیب: محمد رضوان ترابی

آج اللہ جل جلالہ کے فضل وکرم سے ہم اس کی عظیم نعمت پر شکر ادا کرنے کے لیے جمع ہیں، جو آج سے ۶۹ سال پہلے بظاہر انتہائی نامساعد حالات میں اس نے ہمیں پاکستان کی صورت میں عطاء فرمائی۔ کوہ ہمالیہ کے دامن میں پھیلا ہوا یہ وسیع وعریض اور سرسبز وشاداب ملک ایک ایسے موقع پر عطاء فرمایا جب غیر اسلامی طاقتیں اس بات پر پوراز ورصرف کر رہی تھیں کہ یہ ملک وجود میں نہ آئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے غیب سے مسلمانان برصغیر کی مدد فرمائی اور دنیا کے نقشے پر پہلی بار ایک ایسی ریاست وجود میں آئی، جو اسلام کے نام پر قائم ہوئی۔

اس منظر کو دیکھنے والے اب بہت کم لوگ ہوں گے لیکن ہمیں وہ مناظر آج بھی یاد ہیں، جب ہندوستان کی فضاؤں میں یہ نعرے گونجا کرتے تھے ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ'' ان نعروں اور عزائم میں اللہ تعالیٰ نے برکت عطا فرمائی اور یہ ملک اپنے فضل سے ہمیں عطاء فرمایا۔

یوں تو انسان کے فرائض میں یہ بات داخل ہے کہ اللہ جل جلالہ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کو وطن سے وفادار ہونا چاہیے۔ جس وطن میں وہ رہ رہا ہے، جہاں کی نعمتوں سے وہ فیضیاب ہورہا ہے، اس وطن کا یہ حق ہے کہ اس سے محبت کی جائے۔ لیکن ایک ملک جو اسلام کے نام پر بنا، جو صرف اس بنیاد پر قائم ہوا کہ اسلام کفر سے ایک الگ قوم ہے، اور اسلام ہی اس قوم کی اجتماعی وحدت کی بنیاد ہے، ایسے ملک کے ساتھ وفاداری، اس کے ساتھ محبت اور اس کی تعمیر وترقی کی کوشش نہ صرف یہ کہ وطن کا حق ہے، بلکہ ہمارا دینی فریضہ بھی ہے۔ جس کی وجہ سے اس میں ایک عظیم تقدس شامل ہو جاتا ہے۔

ایک بات ہمیں اس موقع پر یاد رکھنی چاہیے کہ پاکستان کے قائم ہونے سے قبل ایک پروپیگنڈے کی مہم شروع ہوئی۔ یہ مہم شروع میں ایک فکری نوعیت کی تھی۔ جس میں یہ نعرے لگائے گئے کہ ''بھوکا پاکستان، ننگا پاکستان'' اور یہ بھی کہا گیا کہ ''پاکستان جب بن جائے گا تو یہ ایک ناکام ملک ہوگا۔'' بچپن میں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب ہم ہندوستان سے آرہے تھے تو ہندوستان کی سرحد پر کسٹم کی ایک چوکی قائم تھی، جو آنے والوں سے ان کا سرمایہ اور ان کے سامان میں جو بھی بے سلا کپڑا دیکھتے اس کو ضبط کر لیتے تھے۔ لیکن میرے والد ماجد مفتی شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ''مجھے سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ میں جو کتابیں لے کر آرہا تھا وہ محفوظ طریقے سے پاکستان پہنچ جائیں۔ لیکن ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ ان کو کتابوں سے کوئی سروکار نہ تھا، بلکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ کوئی کپڑا پاکستان نہ جاسکے۔'' وہ لوگ ان نعروں (بھوکا پاکستان، ننگا پاکستان) کی عملی تصویر لوگوں کو دکھانا چاہتے تھے۔

لیکن اللہ جل جلالہ کا فضل وکرم تھا کہ پاکستان بنا، اس سارے پروپیگنڈے اور ساری کوششوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے یہ ملک بنایا۔ جبکہ اس وقت یہ ایک بے وسیلہ ملک تھا، اس کے پاس کوئی مال ودولت نہ تھا، دفتروں میں بیٹھ کر کام کرنے کے آلات نہ تھے، ببول کے کانٹوں سے پن کا کام لیا جاتا تھا، دفاتر کھلی ہوئی بیٹھکوں میں قائم کئے گئے۔ اس طرح یہ ملک وجود میں آیا۔ لیکن ان سب حالات کے باوجود اللہ رب العزت نے اسے بے شمار انعامات سے نوازا اور بھوکا ننگا پاکستان کا نعرہ الحمدللہ ہمیشہ کے لئے دفن ہوگیا۔

پاکستان بننے کے بعد ایک مستقل پروپیگنڈے کی مہم ہے، جو مسلمانوں کو اس ملک کے خلاف بھڑکاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں یہ جملے لوگوں کی نوک زبان پر رہتے ہیں کہ پاکستان میں یہ ہوگیا، پاکستان میں فلاں خرابی پیدا ہوگئی، فلاں نقصان ہوگیا، یہاں گرانی ہے، بدامنی ہے، یہاں اسلامی نظام نافذ نہیں۔ عجیب معاملہ یہ ہے کہ پاکستان میں رہنے والے جو دوسرے ممالک میں مقیم ہیں وہ پاکستان کی برائیاں کرتے نہیں تھکتے۔ یہ جملے ہمارے ہاں بھی اکثر لوگوں کی زبانوں پر جاری رہتے ہیں اور مجلسیں اس سے گرم کی جاتی ہیں۔

میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ پاکستان میں بدعنوانی ہے، باوجود ان تمام نقصانات کے جو ہم نے اٹھائے ہیں، میں پورے اعتماد سے یہ بات کہتا ہوں کہ پوری دنیا میں اس سے زیادہ مستحکم اور اس سے زیادہ مفید ملک مسلمانوں کے لئے کوئی اور نہیں ہے۔ الحمدللہ! میں نے دنیا کے تمام بڑے بڑے ممالک کا سفر کیا اور اسلامی ملکوں میں تو کوئی ملک ایسا نہیں ہے جس میں جانے کا اتفاق نہ ہوا ہو، جس کو قریب سے دیکھ کر اس کے حالات کا جائزہ نہ لیا ہو۔ اس سب کے بعد میں یہ بات پورے اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ پوری دنیا

میں مسلمانوں کے لئے پاکستان جیسا مفید تر اور عظیم ملک کوئی نہیں ہے۔

پاکستان سے باہر اسلامی ممالک تو بہت ہیں لیکن یہ اعزاز صرف اور صرف پاکستان ہی کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو اس کے دستور کا بنیادی پتھر قرار دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ سعودی عرب کے دستور میں بھی اس بات کی صراحت نہیں کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تبارک وتعالیٰ کو حاصل ہے اور اس ملک میں جو بھی حکومت قائم ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے اعتراف اور اس کے احکام کے ماتحت قائم ہوگی اور یہ اعزاز بھی صرف ملک پاکستان کو حاصل ہے کہ اس میں کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا اور عدالتی قوانین کو قرآن وسنت کے سانچے میں ڈھالا جائے گا۔ اس دستور میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عدالت میں غیر اسلامی قوانین کو چیلنج کرے اور اس کے خلاف دعویٰ دائر کرے، اگر عدالت اس دعوے کو قبول کرلے تو عدالت کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس قانون کو ختم کردے اور اس کی جگہ اسلامی قانون کو نافذ کردے۔

افسوس! یہ عظیم دفعہ ہمارے حکمرانوں، عوام اور خصوصاً ہمارے دینی حلقوں کی بے حسی کی وجہ سے معطل پڑی ہوئی ہے۔ اگر آج ہم یہ تہیہ کرلیں کہ اس دفعہ کو بر سر کار لائیں گے تو اس کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ لہٰذا جو لوگ یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام لانے کے لئے ہتھیار اٹھائے بغیر چارہ کار نہیں، یہ غلط اور جھوٹا پروپیگنڈا ہے۔ پر امن طریقے سے اسلامی قوانین کو نافذ کرنے کا راستہ موجود ہے۔ شرط یہ ہے کہ اپنی بے حسی ختم کردیں اور شعور پیدا کریں۔

میں سترہ سال وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ میں کام کرتا رہا ہوں۔ اس میں ہم نے الحمدللہ! دو سو کے قریب قوانین عدالت کے ذریعے اسلامی سانچے میں ڈھالنے کا حکم جاری کیا۔ اور وہ قوانین تبدیل ہوئے۔ بے دینوں اور ملحدین کی طرف سے دعوے کئے گئے اور ان پر فیصلے بھی ہوئے۔ مگر افسوس! ہمارے دینی حلقوں کی طرف سے کوئی درخواست دائر نہیں کی گئی، میں نے ان کے سامنے ہاتھ جوڑے اور منتیں کیں کہ خدارا آپ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور دعویٰ دائر کریں، لیکن ہمارے طبقے نے اس دفعہ سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

آج اعتراض کیا جاتا ہے کہ پاکستان میں مہنگائی ہے، لیکن اگر آپ دوسرے ممالک سے اس کا جائزہ لیں تو الحمدللہ! پاکستان آج بھی سستا ترین ملک ہے۔ ساتھ ہی تحریر وتقریر کی آزادی پاکستان کے علاوہ کسی ملک میں نہیں ہے کہ آدمی اپنا اظہار مافی الضمیر کرسکے۔ پاکستان سے باہر اتنی پابندیاں ہیں کہ لوگوں کے گلے بند ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت ہمیں عطا کی ہے۔ چنانچہ اس نعمت کی قدر کرو اور اس نعمت کو نعمت سمجھو۔

کسی بھی قسم کے غلط پروپیگنڈے سے متاثر ہونے کے بجائے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ جس نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا شکر، یہ بھی ہے کہ اس ملک میں مایوسی پھیلانے کے بجائے امید کے چراغ روشن کرو۔ اس ملک کی تعمیر وترقی میں ہر شخص جذبے، ہمت، خلوص اور حب الوطنی سے سرشار ہوکر ملک کی تعمیر وترقی میں اپنا کردار ادا کرے اور یہ سمجھے کہ اس ملک کی خدمت اسلام کی خدمت ہے اور اسلام کی خدمت ایک عظیم صدقہ جاریہ ہے، جو اس کے لئے زندگی بھر ثواب کا سبب بنے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہی تو یہ ملک ان شاء اللہ! ترقی کرے گا اور ہم آگے بڑھتے رہیں گے۔

الحمدللہ! ہمارے والد ماجدؒ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے پاکستان کے لئے نہ صرف یہ کہ جدوجہد کی بلکہ عظیم قربانیاں بھی دیں۔ پاکستان میں جس قرارداد مقاصد کے تحت یہ دفعات وجود میں آئیں، اس کے پاس کرانے میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، ہمارے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علمائے کرام کا بڑا حصہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے دارالعلوم کراچی کی بنیاد رسمی طور پر نہیں رکھی، بلکہ اس کے پیچھے ایک عظیم مقصد تھا اور وہ یہ کہ اس دارالعلوم میں ایسے افراد تیار کئے جائیں جو ملت کی رہنمائی کرسکیں۔ یہ ہمارے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی تمنا تھی کہ یہاں سے ایسے لوگ نکلیں جو علوم اصلیہ میں مہارت کے ساتھ ہر شعبہ زندگی میں اس ملک کی خدمت کررہے ہوں۔

کوشش کی جارہی ہے کہ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی آرزو کے تحت اس ادارے کو آگے بڑھایا جائے۔ الحمدللہ! ان تمام مقاصد کے پیش نظر وہ تمام شعبے قائم کئے گئے ہیں جن کی حضرت والد رحمۃ اللہ علیہ کو تمنا تھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس ملک کی تعمیر وترقی میں وہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہم سے مطلوب ہے۔ آج ہم اس موقع پر پاکستان کی نعمت کا شکر ادا کرنے کے لئے جمع ہیں۔ ہمیں یہ احساس کرنا چاہئے کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں، اخلاص، محنت، توجہ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اپنی پوری کوشش اس ملک کی ترقی کی خاطر صرف کریں گے۔

ہرگز یہ نہ سوچیں کہ ایک ادارہ یا ایک فرد معاشرے میں کیا تبدیلی لاسکتا ہے؟ یہ محض شیطان کا ایک دھوکا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کو توفیق دیتے ہیں تو اس کے نتیجے میں ایک چراغ جلتا ہے۔ اس چراغ سے دوسرے چراغ جلا کرتے ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ چنانچہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ وہ ہمارے قدموں کو سیدھے راستے پر رکھے، اور ہم بھٹکنے نہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو دن دوگنی، رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور ہمیں اس ملک کی تعمیر وترقی میں حصہ ڈالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی، ۱۸؍اگست ۲۰۱۶ء)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی اسفار

گزشتہ سے پیوستہ

ادارہ

خطبۂ جمعہ جامع مسجد صدیقیہ ممانہ: منڈی بہاؤالدین اور گجرات دو اضلاع کے مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی متحرک نوجوان ہیں۔ موٹر سائیکل پر دو اضلاع کے دورے کرتے رہتے ہیں۔ ۲۲؍جولائی جمعۃ المبارک کا خطبہ موصوف نے جامع مسجد صدیقیہ ممانہ منڈی بہاؤالدین میں رکھا۔ جہاں راقم نے حیات اور رفع ونزول مسیح علیہ السلام کے عنوان پر تقریباً ایک گھنٹہ بیان کیا۔ ''ممانہ'' سے فارغ ہوکر چک نمبر ۴۶ میں مغرب کے بعد منعقد ہونے والے جلسہ میں جس کا انتظام مفتی محمد عاصم رفاقت نے کیا خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔ رات کا طعام وقیام مجلس منڈی بہاؤالدین کے امیر مولانا قاری عبدالواحد کے مدرسہ انوار مدینہ میانہ گوندل میں رہا۔

قاری عبدالواحد استاذ القرآ والحفاظ مولانا قاری محمد یاسین مدظلہ فیصل آباد کے رشید تلامذہ میں سے ہیں، کچھ عرصہ ہمارے مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں مدرس رہے۔ بعدازاں میانہ گوندل میں ادارہ قائم کیا، جو علاقہ میں مرکزیت حاصل کرچکا ہے۔ علاقہ کے اکثر و بیشتر حفاظ وقرآ آپ کے شاگردان رشید ہیں۔ مدارس کے اساتذہ، مساجد کے ائمہ بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ کے شاگرد ہیں۔ مجلس کے کاموں میں جہاں ضرورت ہوتی ہے آپ مع گاڑی کے تشریف لے آتے ہیں۔ اللہ پاک آپ کے ادارہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے۔

صبح کی نماز کے بعد ۲۳؍جولائی کو میانہ گوندل کی جامع مسجد لوہاران میں بیان ہوا۔

جامعہ رحمانیہ للبنات ڈگن: ۱۰ تا ۱۱ بجے تک مولانا سید عبدالشکور شاہ کی دعوت پر بنات وخواتین کے اجتماع سے بیان کا موقع ملا۔ بعد نماز ظہر جامعہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات باہر وال میں صوفی محمد امیر کے حکم پر جامعہ کی معلمات اور علاقہ کی خواتین سے اصلاحی بیان ہوا۔ صوفی صاحب موصوف منڈی بہاؤالدین کے کئی ایک علاقوں میں بنین و بنات کے کئی ایک مدارس چلارہے ہیں، بہت بااخلاق اور ملنسار آدمی ہیں۔ ہمارے مبلغ جب اس علاقہ میں تشریف لاتے ہیں تو میزبانی کا شرف انہیں بخشتے ہیں۔

جامعہ الحسنین ملک وال: ملک وال میں مجلس کے جواں سال راہنما قاری عمر فاروق اور حافظ محمد طاہر نے مدرسہ شروع کیا ہے، جو ابتدائی مراحل میں ہے اور کرایہ کی عمارت میں ہے، ان کے تقاضا پر مدرسہ حاضری ہوئی اور عصر کی نماز بھی یہیں ادا کی۔

مرکزی جامع مسجد ہریا میں خطاب: ہریا ریلوے اسٹیشن بھی ہے۔ اسٹیشن کے قریب کچھ قادیانی آباد ہیں۔ مولانا مختار احمد صدیقیؒ ریلوے اسٹیشن کی جامع مسجد کے خطیب وامام رہے، انہوں نے قادیانیوں کو نتھ ڈال کر رکھی۔ چند سال قبل ان کا انتقال ہوا، اللہ پاک انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔ مرکزی جامع مسجد ہریا کے خطیب مولانا قاری عنایت اللہ ہیں، ان کی دعوت پر مغرب کے بعد بیان ہوا، جس میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ رات کا آرام و قیام جامعۃ الصفدرین (بیاد حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ، حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ) جس کے منتظم مولانا فراز احمد، مولانا محمد کاشف ہیں۔ ہمارے مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی سلمہ کا دفتر بھی جامعۃ الصفدرین میں قائم ہے۔ صبح کے ناشتہ پر مذکورہ بالا حضرات نے علاقہ کے کئی ایک علماء کرام کو مدعو کیا ہوا تھا۔ ناشتہ کا دسترخوان اجلاس کی شکل اختیار کرگیا۔ جس میں کئی ایک مفید مشورے سامنے آئے۔ صبح کی نماز کے بعد منشی محلہ کی محمدیہ مسجد میں درس ہوا۔ مسجد کے امام و قاری محمد اسلم مدظلہ حفظ کے ماہر استاذ ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں ان کے تلامذہ اندرون وبیرون ملک

امتیازی شان

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے کہ ایک بکری پکانے کی تجویز ہوئی، ایک شخص نے کہا کہ اس کا ذبح کرنا میرے ذمہ ہے۔ دوسرا بولا کہ اس کی کھال کھینچنا میرے ذمہ، تیسرے نے کہا کہ اس کا پکانا میرے ذمہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکڑیاں اکٹھا کرنا میرے ذمہ ہے۔ آپؐ کے رفقاء نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ ہم ہی آپ کی طرف سے کرلیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں مجھے معلوم ہے کہ تم میری طرف سے کرلوگے لیکن مجھے یہ بات ناگوار ہے کہ میں اپنے رفیقوں سے امتیازی شان میں رہوں اور اللہ پاک کو (بھی) ناپسند ہے، اپنے بندے کی بات (کہ اپنے رفیقوں سے امتیازی شان میں رہے)۔

(انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی)

خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

جامع مسجد ڈنگہ گجرات میں: سہ روزہ کورس میں مولانا قاضی کفایت اللہ کی دعوت پر شرکت اور خطاب کا موقع ملا۔ قبل از ظہر تریڑ انوالہ میں خواتین و بنات اسلام سے خطاب کا موقع ملا۔

پنجن کسانہ گجرات میں ایک باہمت عالم دین مولانا قاری محمد اخترؒ تھے۔ انہوں نے گجرات اور جہلم کے اضلاع میں دو درجن سے زائد مدارس قائم کئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک ادارہ مذکورہ بالا گاؤں میں واقع ہے۔ قاری محمد اسحاق اس کے منتظم ہیں۔ ان کی فرمائش پر تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا۔

جامعہ حنفیہ للبنات پنجن کسانہ قاری محمد اخترؒ کے قائم کردہ مدارس کا مرکز ہے، جہاں سینکڑوں بچیاں اور بچے زیر تعلیم ہیں۔ ظہر کے بعد یہاں بیان ہوا۔

جامعہ خلفاءِ راشدین اُچ شریف میں خطبہ جمعہ: مولانا محمد ابراہیم جامعہ کے بانی و مہتمم ہیں۔ ایک عرصہ سے مجلس سے وابستہ چلے آرہے ہیں۔ قبل ازیں نواب شاہ سندھ میں تیرہ سال تک ایک مسجد میں خطیب رہے۔ حضرت مولانا دوست محمدؒ کے فرزند ارجمند قاری ارشد مدنیؒ کے ساتھ مل کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مولانا دوست محمدؒ کی سرپرستی میں نواب شاہ ضلع میں موثر کردار ادا کیا۔ نواب شاہ کے بعد حیدرآباد میں تین سال دینی خدمات سرانجام دیتے رہے، کچھ عرصہ کنری میں بھی رہے۔ مجلس کنری کے مرکز بخاری مسجد میں رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن پاک سنانے کی سعادت بھی حاصل کی۔ نماز تراویح کے دوران قادیانیوں نے مسجد کے نمازیوں پر حملہ کیا تو موصوف بھی اس میں زخمی ہوئے، جب سندھ میں رہنا محال ہو گیا تو اُچ شریف میں ''للو والی موری'' پُل کے قریب جامعہ خلفاء راشدین کے نام سے ادارہ قائم کیا جو بنین و بنات میں مثالی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ شعبہ بنین میں ایک سو سے زائد طلبا زیر تعلیم ہیں جبکہ بنات میں چار سو کے قریب بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ بنین میں حفظ و ناظرہ کلاسیں ہیں، جبکہ بنات میں عالیہ تک کے اسباق ہیں۔ قدیم جماعتی تعلق کی بنا پر ان کی فرمائش حکم کا درجہ رکھتی ہے۔ ۲۹ رجولائی جمعۃ المبارک کا خطبہ ان کے قائم کردہ جامعہ خلفاء راشدین کی مسجد میں دیا۔ دین اسلام کے بنیادی عقیدہ ''عقیدۂ ختم نبوت'' سمجھانے کی کوشش کی۔ اس ادارہ سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر بستی شکرانی ہے، جہاں شکرانی بلوچ ہیں، جن میں قادیانیت کے جراثیم قدیمی ہیں۔ اللہ پاک راقم الحروف کی حاضری کو قبول فرمائیں۔

مدرسہ دارالہدیٰ پرمٹ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پرمٹ میں دارالہدیٰ کے نام سے ادارہ قائم ہے، جو ایک عرصہ سے علاقہ کے بچوں کو حفظ و ناظرہ قرآن پاک کی معیاری تعلیم دے رہا ہے۔ عصر کی نماز دارالہدیٰ پرمٹ علی پور میں ادا کی۔ ادارہ کے نگران مولانا عبدالکریم، مقامی جماعتی رفیق حاجی بشیر احمد، مبلغ قاضی عبدالخالق اور دیگر رفقاء سے ملاقات کی۔

مدرسہ مصباح العلوم میں درس: پرمٹ سے ملتان کی طرف چند کلومیٹر کے فاصلہ پر شہر سلطان ہے۔ شہر سلطان جی ٹی روڈ پر مولانا رحمت اللہ نے مصباح العلوم کے نام سے مدرسہ قائم کیا ہے۔ مغرب کی نماز کے بعد درس دیا۔

مرکزی جامع مسجد مہاجرین میں عشاء کے بعد درس: شہر سلطان میں مسجد مہاجرین کے نام سے خوبصورت مسجد ہے، جس کے امام و خطیب مولانا ندیم عباس ہیں جو جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل ہیں، ان کی استدعا پر مولانا قاضی عبدالخالق مبلغ ضلع مظفر گڑھ کی معیت میں حاضری دی اور بعد نماز عشاء مختصر بیان کیا۔

جامع مسجد مدینہ میں درس: ۳۰ رجولائی صبح کی نماز کے بعد مدینہ مسجد درکھاناں والی شہر سلطان میں درس ہوا۔ مسجد ہذا تقسیم کے وقت چھوٹی سی تھی، قیام پاکستان کے بعد اس وقت کی ضروریات کے مطابق اس میں اضافہ کیا گیا۔ سیلابی علاقہ ہونے اور آبادی میں اضافہ ہونے کی وجہ سے سہ بارہ تعمیر کے لئے بنیادیں کھودی جارہی تھیں، اللہ پاک جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق دیں۔

☆☆..............☆☆

ایک مسلمان کو حضور ﷺ کی خواب میں زیارت

گزشتہ دنوں فیصل آباد جانا ہوا۔ سیدی و مرشدی حضرت اقدس مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ایک شخص نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا بتلایا تو حضرت والا نے فرمایا کہ لکھ کر دیں۔ چنانچہ وہ تحریر پیش خدمت ہے۔ محمد صابر ولد محمد اسحٰق فاروق آباد شیخوپورہ لکھتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے خون نکل رہا تھا تو آواز آئی کہ: آپ (لوگ) جو مرزائیوں سے کاروبار کرتے ہیں یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ پیسہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے خلاف خرچ کرتے ہیں۔''

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

گزارشِ احوال واقعی

محمد فاروق قریشی

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے فاضل مبلغ اور فعال راہنما ہیں ان کی شبانہ روز سرگرمیوں اور مثالی کارکردگی کا جائزہ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کا مستقل سلسلہ ہے جو خاصا مفید اور ہم ایسے طلبا کے لئے معلومات افزا ہوتا ہے۔

حسب معمول شمارہ ۲۸ میں بھی ''تبلیغی اسفار'' کے عنوان سے ایک مفصل رپورٹ شائع ہوئی ہے، رپورٹ میں ''جناب محمد اسلوب قریشی سے ملاقات'' کے احوال میں جمعیۃ طلبا اسلام پاکستان کے بارے میں اظہار خیال کیا گیا ہے۔ افسوس کہ مذکورہ تحریر میں مولانا نے جمعیۃ طلبا اسلام پاکستان سے متعلق غیر متوازن انداز اختیار کیا گیا ہے، ان کی تحریر سے محسوس ہوتا ہے کہ جمعیۃ طلبا اسلام کے بارے میں ان کی معلومات نامکمل ہیں۔ ممکن ہے قریشی صاحب سے گفتگو کی بنیاد پر رپورٹ تیار کی گئی ہو اس صورت میں بھی انہیں اپنی بات شروع کرنے سے قبل ''بقول قریشی صاحب'' کا سابقہ لگانا ضروری تھا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب نے برادرم محمد اسلوب قریشی صاحب کے لئے جو کچھ لکھا بلاشبہ وہ اس سے زیادہ اہل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت خوبیوں سے مزین کیا ہے۔

قریشی صاحب جمعیۃ طلبا اسلام پاکستان کے بانی آرگنائزر اور پہلے منتخب صدر رہے ہیں، جبکہ خاکسار ان کی عاملہ میں بطور ناظم اطلاعات شامل رہا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعلق بھی کوئی دو چار برس کی بات نہیں بلکہ نصف صدی کا قصہ ہے، اس لئے مجلس سے وابستہ ہر شخص قابل قدر باعث عزت ہے۔ مولانا شجاع آبادی صاحب کی تحریر کردہ رپورٹ میں وضاحت طلب امور درج ذیل ہیں:

۱:... ''جمعیۃ طلبا اسلام ۱۹۷۶ء تک متحرک رہی۔'' امر واقعہ یہ ہے کہ محترم محمد اسلوب قریشی صاحب دور صدارت جس میں بطور رکن عاملہ خاکسار بھی شامل تھا ۱۹۷۵ء کے آخر میں تمام ہوا تھا، اس لئے ان کی کارکردگی کا دورانیہ تو ۱۹۷۶ء تک محدود ہے، لیکن جمعیۃ طلبا اسلام حالات کے نشیب وفراز کے ساتھ مسلسل سرگرم عمل رہی اور اس کی قیادت بھی باقاعدہ انتخابات کے ذریعہ منتخب ہوتی رہی۔

۲:... ''جمعیۃ اختلاف وانتشار کا شکار ہوگئی اور اس میں دو گروپ ہوگئے۔ ایک گروپ مولانا سعید احمد رائے پوری کی نسبت سے رائے پوری گروپ کہلواتا تھا اور دوسرا گروپ حضرت درخواستی کی نسبت سے درخواستی گروپ کہلوایا۔''

حقیقت یہ ہے کہ جمعیۃ طلبا اسلام میں اختلاف ضرور پیدا ہوا، لیکن جماعت انتشار کا شکار نہیں ہوئی۔ مولانا سعید احمد رائے پوری جمعیۃ طلبا کے سرپرست تھے، لیکن خانقاہی عصبیت کی بنا پر جمعیۃ میں رخنہ کا اندیشہ ہوا تو جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی شوریٰ (جس میں برادرم محمد اسلوب قریشی صاحب بحیثیت صدر جمعیۃ طلبا اسلام بھی شامل تھے) نے شخصی سرپرستی کے بجائے جماعتی نگرانی کا فیصلہ کیا، اس صورت حال میں ہمارے چند دوست کبیدہ خاطر ہوئے اور اپنی جدوجہد کا میدان الگ کرلیا، الگ ہونے والے احباب کی اکثریت حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ سے بیعت کا تعلق رکھتی تھی، اس لئے ان پر تو رائے پوری گروپ کا اطلاق قابل فہم ہے لیکن جمعیۃ طلبا اسلام میں تمام بزرگان دین وملت کے مریدین ومتوسلین شامل تھے، اس لئے جماعت کے لئے گروپ اور خصوصاً حضرت درخواستی کی نسبت تک محدود کرنا غیر حقیقی اور غیر متوازن سوچ ہے۔ ایک گروپ میں شامل چند افراد اور ملکی سطح پر قائم تنظیم کو برابر کرنا کسی طور بھی درست نہیں۔

۳:... ''جمعیۃ کی قیادت مولانا رائے پوری کے قریب تھی کیونکہ مولانا سعید احمد رائے پوری اس کے سرپرست تھے۔'' بلاشبہ مولانا سعید احمد رائے پوری جمعیۃ طلبا اسلام کے سرپرست اول تھے اور ان کی خدمات اس باب میں قابل قدر ہیں۔ لیکن مولانا شجاع آبادی کی تحریر سے یہ تاثر قائم ہوتا ہے کہ شاید جمعیۃ طلبا اسلام کی تمام قیادت ان کے ساتھ ہی علیحدہ ہوگئی تھی امر واقعہ یہ ہے کہ مرکزی عاملہ میں برادرم محمد اسلوب قریشی وسیّد مطلوب علی زیدی صاحب حضرت رائے پوریؒ سے بیعت کا تعلق رکھتے تھے، سو الگ ہوگئے جبکہ جاوید پراچہ، میاں محمد عارف، عبدالمتین چوہدری اور خاکسار سمیت دیگر تمام احباب جماعت میں موجود رہے۔ جمعیۃ کی پوری قیادت کی علیحدگی کا تصور درست نہیں۔

۴:... ''جمعیۃ کی جواں سال اور باہمت قیادت کی مساعی جمیلہ سے اپنے پرائے خائف ہوگئے اور سازشیں شروع کردیں تا آنکہ جمعیۃ دو گروپوں میں تقسیم ہوگئی اور اپنا کردار کھو بیٹھی۔'' مولانا شجاع آبادی صاحب کا ابتدائی جملہ حقیقت ہے اور ہم عصر افراد اور جماعتوں کا خائف ہوکر سازش کے انداز اختیار کرنا بھی قابل فہم ہے، لیکن جمعیۃ کی دو گروپوں میں تقسیم خلاف

واقعہ ہے، کردار کھونے کی بات بھی مولانا اسماعیل صاحب کا ذاتی تاثر ہے، حقیقت نہیں۔

افراد واقوام کی طرح جماعتوں کی زندگی میں بھی مختلف مراحل آتے ہیں۔ بیش وکم، ضعف وقوت اور عروج وزوال فطری اصول ہیں جن سے کوئی مبرأ نہیں۔ جماعتی کردار میں ضعف واضمحلال قابل فہم سہی لیکن کردار کھونے کی بات حالات سے ناواقفیت کا شاخسانہ ہے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب کے بقول وہ اس دور میں کسی مدرسہ میں پڑھتے تھے۔ شاید وہ یونٹ تحصیل کی سطح کی تنظیم سے وابستہ ہوں گے، اس لئے ان کی معلومات کا زیادہ حصہ سماعی ہے جبکہ خاکسار نے ۱۹۶۹ سے ۱۹۷۸ء تک ابتدائی رکن سے مرکزی ناظم عمومی تک مختلف حیثیتوں میں خدمات انجام دی ہیں، اس لئے ہر معاملے کا عینی شاہد ہے۔

مولانا محمد اسماعیل صاحب نے معروف طلبا راہنماؤں کی جو فہرست دی ہے، ان میں سے صرف تین احباب نے علیحدگی اختیار کی تھی۔ رفقاء کی مفارقت قابل افسوس اور باعث اذیت مرحلہ ہوتا ہے لیکن ایسے واقعات ہر تنظیم اور جماعت میں معمول کی بات ہے۔ شاید ہی کوئی جماعت ایسے حادثات سے مبرأ ہو۔

مولانا شجاع آبادی کی تجویز معقول ہے کہ جمعیۃ طلبا اسلام کے موثر کردار کو ضبط تحریر میں لایا جائے لیکن یہاں بھی انہوں نے ۱۹۷۶ء کی قید لگا کر یہ تاثر دیا ہے کہ اس کے بعد جمعیۃ طلبا اسلام غیر فعال ہوگئی تھی۔

چند قیمتی احباب کی ناراضی اور مفارقت ایک سانحہ تھا جس کو ہر شخص نے محسوس کیا، لیکن اس صورت حال کی ستائش بھی تو ہونا چاہئے کہ بیش قیمت رفقاء کی علیحدگی کے بعد جمعیۃ طلبا اسلام نے اپنے وجود کو برقرار رکھا اور باقاعدہ دستوری مدت میں انتخابات کے عمل سے قوم کو نوجوان قیادت فراہم کی۔

۱۹۷۶ء کے دورانیہ میں ملک گیر انتخابی اجلاس لاہور میں منعقد ہوا، جس میں میاں محمد عارف صدر اور راقم ناظم عمومی منتخب کئے گئے۔ ۱۹۷۸ء میں ہمارا دور نظامت تمام ہوا تو مجلس عمومی نے اپنے انتخابی اجلاس میں نئی عاملہ منتخب کرلی، جاوید ابراہیم پراچہ صدر اور ندیم اقبال اعوان ناظم عمومی منتخب کئے گئے۔ علی ہذا القیاس یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں جمعیۃ کے فعال کردار کے بارے میں عرض ہے کہ اس تاریخی تحریک میں جمعیۃ طلبا اسلام کے جواں ہمت کارکنوں کی بیش بہا قربانیوں کے احوال راقم نے جمعیۃ طلبا کے آرگن ماہنامہ ''عزم'' لاہور اور جمعیۃ علماء اسلام کے ترجمان ہفت روزہ ''ترجمان اسلام'' لاہور میں مختلف مضامین تحریر کئے ہیں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنی معروف کتاب تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں ان مضامین کی بنیاد پر جمعیۃ طلبا اسلام کی کارکردگی شامل کی ہے۔

کسی کی نیت پر شبہ نہیں اور نہ ہی کسی پر تنقید مقصود ہے بلکہ:

منظور ہے گزارش احوال واقعی
اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

☆☆..................☆☆

سینیٹ کمیٹی: قانون توہین رسالت پر این سی ایچ آر کی تجاویز پیش: علماء سے مشاورت کا فیصلہ

ایس پی سطح کا افسر تفتیش کرے، جھوٹا مقدمہ کرانے والے پر فوجداری مقدمہ ہو، ملزم کو شبہ کا فائدہ ملنا چاہئے: تجاویز

قانون میں ترمیم نہیں عملدرآمد میں مشکلات دور کرنا چاہتے ہیں: فرحت اللہ بابر سب سے مشاورت ہوگی: نسرین جلیل

اسلام آباد (اے پی پی) سینیٹ کی فنکشنل کمیٹی برائے انسانی حقوق نے توہین رسالت قانون کے غلط استعمال کی روک تھام کے لئے قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کے چیئرمین جسٹس (ر) علی نواز چوہان کی رپورٹ پر مزید ۳ سے ۴ اجلاسوں میں علماء کرام اور اسلامی نظریاتی کونسل سمیت تمام اسٹیک ہولڈرز سے مشاورت کے بعد تجاویز کو حتمی شکل دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ کمیٹی کا اجلاس چیئرپرسن نسرین جلیل کی زیر صدارت پارلیمنٹ ہاؤس میں ہوا۔ کمیٹی کے رکن مفتی عبدالستار نے کہا کہ توہین رسالت قانون حساس معاملہ ہے۔ فرحت اللہ بابر نے کہا کہ توہین رسالت قانون میں ترامیم نہیں کررہے، صرف اس قانون کے غلط استعمال کی روک تھام کیلئے تجاویز دی جارہی ہیں، کمیٹی اس حوالے سے اپنی سفارشات حکومت کو بھجوائے گی۔ ممبر کمیٹی میر کبیر احمد نے کہا کہ قومی کمیشن برائے انسانی حقوق نے اس حوالہ سے بہت کام کیا ہے، کمیٹی اس ادارے کی خدمات کو سراہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ توہین رسالت قانون میں ترامیم کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا، عملدرآمد کے حوالے سے جو مشکلات ہیں ان میں آسانی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کمیٹی کی چیئرپرسن نسرین جلیل نے کہا کہ احتیاطی تدابیر متعارف کرائی جائیں تاکہ کسی کو غلط سزا نہ ملے، آئندہ ۳،۴ اجلاسوں میں اس پر بحث کی جائے اور تجاویز کو حتمی شکل دی جائے۔ چیئرمین این سی ایچ آر جسٹس (ر) علی نواز چوہان نے کہا کہ میں نے توہین رسالت قانون پر عملدرآمد کے حوالے سے جو سفارشات مرتب کی ہیں ان میں کہا گیا ہے کہ کیس کی تحقیقات ایس ایس پی سے کم درجے کا پولیس افسر نہ کرے، سماعت ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سے کم کی عدالت نہ کرے، جھوٹا مقدمہ دائر کرانے والے پر فوجداری مقدمہ درج کیا جائے، جب تک الزام ثابت نہ ہو مقدمہ قابل ضمانت قرار دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ایسے مقدمات کے لئے امام مسجد اور پولیس اہلکاروں کی تربیت انتہائی ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس مقدمے میں فرد کی پشیمانی کو بھی مدنظر رکھا جائے، اگر کوئی توہین رسالت کرنے سے انکار کرتا ہے تو اس صورت میں شبہ کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ سیکریٹری وزارت انسانی حقوق ندیم اشرف نے کہا کہ اس قانون کے حوالے سے خوف کی فضا قائم ہوگئی ہے، کوئی وکیل دفاعی مقدمہ لینے پر آمادہ نہیں۔ ججز بھی مقدمات لینے سے خوف کا شکار ہوتے ہیں۔ توہین رسالت قانون کے غلط استعمال روکنے پر توجہ رکھنی ہوگی اور آگاہی کے ذریعے پیغام بھی جائے کہ نیک نیتی سے کام لیا جارہا ہے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۷ اگست ۲۰۱۶ء)

7 ستمبر 1974ء تاریخی فیصلہ

اسلام زندہ باد | ڈاکٹر علامہ چاندی لاکھی بھری | تاجدار ختم نبوت زندہ باد

نیشنل اسمبلی آف پاکستان

مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار قادیانی اور لاہوری گروپ دونوں دائرہ اسلام سے خارج ہے

عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس

7 ستمبر 2016 بروز بدھ بعد نماز مغرب

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

بمقام

مرکز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نمائش چورنگی، ایم اے جناح روڈ کراچی

زیر سرپرستی: ڈاکٹر مولانا حضرت عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم

زیر نگرانی: حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا اسفند یار خان صاحب مدظلہ

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب مدظلہ

مناظر اسلام ڈاکٹر مولانا منظور احمد مینگل صاحب مدظلہ

عالم باعمل حضرت مولانا مفتی ابوبکر سعید الرحمن صاحب مدظلہ

نمونہ اسلاف حضرت مولانا مفتی محمد زبیر اشرف عثمانی صاحب مدظلہ

یادگار اسلاف حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب مدظلہ

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مدظلہ

ولی کامل حضرت مولانا شیخ عزیز الرحمن ہزاروی صاحب مدظلہ

حضرت مولانا مفتی محمد زبیر حق نواز صاحب مدظلہ

حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب مدظلہ

حضرت مولانا مفتی محمد زبیر صاحب مدظلہ

حضرت مولانا مفتی ابوذر محی الدین صاحب مدظلہ

زیر اہتمام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کراچی

برائے رابطہ: 021-32780337 021-32780340

پشاوری پرنٹرز کراچی 0331-3796371 0315-3796371

عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

◆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی واصلاحی جماعت ہے۔ ◆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔ ◆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ◆ اندرون وبیرون ملک ۵۰ مراکز، ۳۰ مبلغین اور ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔ ◆ عربی، اردو، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں مفت لٹریچر کی تقسیم۔ ◆ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی اور ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کے ذریعہ سے امت مسلمہ کی محاذ ختم نبوت پر ذہن سازی۔ ◆ چناب نگر میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالیشان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔ ◆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے، جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، دار التصنیف بھی مصروف عمل ہے۔ ◆ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ ◆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔ ◆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ کے شہر برمنگھم میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ ◆ افریقہ کے ایک ملک ''مالی'' میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔ ◆ یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

ترسیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: 061-4583486, 061-4582486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون: 021-32780340, 021-32780337

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT. A/c# 0010010964680019
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi

مخیر دوستوں اور دردمندانِ ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں

اپیل کنندگان

حضرت مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ
خواجہ عزیز احمد
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ
ناصر الدین خاکوانی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ